گلشنِ حمد

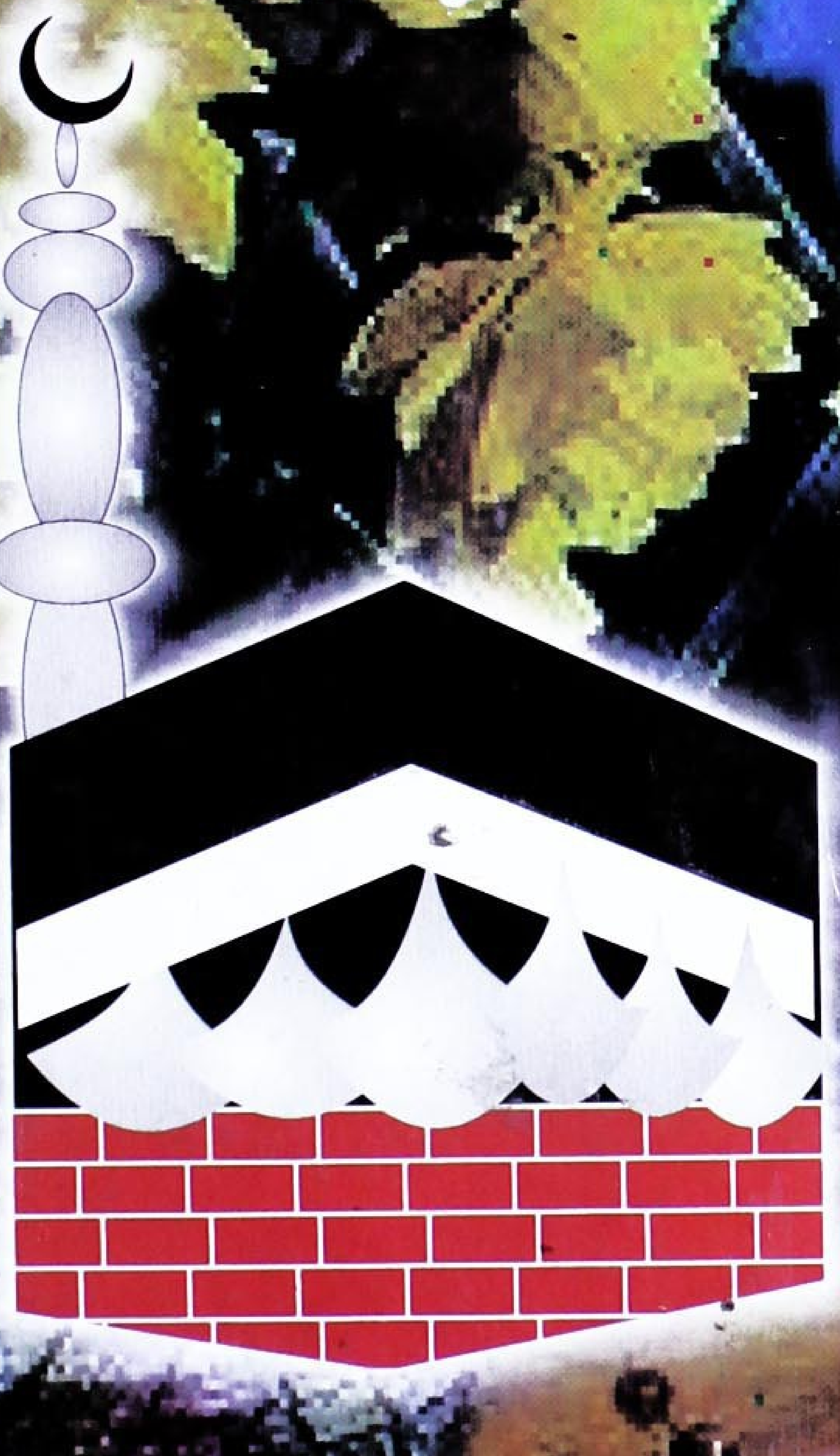

غیر مسلم حمد گو شعراء کا اوّلین تذکرہ و حمدیہ کلام

(حصّہ اوّل)

طاہر سلطانی

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

گلشنِ حمد

غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ و حمدیہ کلام

اوّلین تذکرہ

(حصہ اوّل)

طاہر سلطانی

جہانِ حمد پبلی کیشنز، پاکستان، کراچی

Marfat.com

111204

جملہ حقوق بحق مصنف و مولف محفوظ ہیں

کتاب ...... گلشنِ حمد

مصنف و مولف ...... طاہر سلطانی

اشاعت ...... جنوری ۲۰۰۵ء

کمپوزر ...... عبدالرحمٰن طاہر......عبداللہ حسان طاہر

پیسٹرز ...... سیّد قیصر رضوی......حافظ محمد نعمان طاہر

کمپوزنگ ...... جہانِ حمد کمپوزنگ سینٹر موبائل:۰۳۰۰-۲۸۳۱۰۸۹

قیمت ...... [redacted]روپے ...... سرِ ورق ...... محمد راشد

ناشر ...... جہانِ حمد پبلی کیشنز

۲۶/۳۸ بی ون ایریا لیاقت آباد کراچی، ۷۵۹۰۰

ای میل:۔ jahan-e-hamd@yahoo.com

تقسیم کار:۔ رحمان بک ہاؤس...... Rehman Book House

گوالی لین نمبر۳۔اُردو بازار کراچی......فون ۷۷۶۶۷۵۱

حرا فاؤنڈیشن پاکستان ٹرسٹ

Marfat.com

فہرست

صفحہ		نمبر شمار
۷	انتساب.....	۱
۸	اپنی باتیں.........طاہر سلطانی	۲
۱۳	گلشن حمد اور طاہر سلطانی.........شبیر احمد انصاری	۳
۱۴	فہرست غیر مسلم حمد گو شعراء :	
۱۵	آزاد، جگن ناتھ........................	۴
۱۷	اختر ہری چند........................	۵
۱۸	اوج بریلوی........................	۶
۱۹	باقی، گردھاری لال........................	۷
۲۱	برق، بھگوان داس........................	۸
۲۲	برق سیتا پوری، بابو جوالا پرشاد........................	۹
۲۴	برق دہلوی، مہاراجہ بہادر........................	۱۰
۲۶	پریم، سکھ شاد........................	۱۱
۳۲	تمیز رام پوری، رام دیال........................	۱۲
۳۳	جذب، پنڈت راکھوندر راؤ........................	۱۳
۳۵	جوش ملسیانی لبھو رام........................	۱۴
۳۷	جوہر، جواہر سنگھ........................	۱۵

Marfat.com

۱۶ جوہر، مادھورام ۳۹
۱۷ جہاں، بنی نرائن ۴۱
۱۸ چکبست، پنڈت برج موہن ۴۲
۱۹ دروغ، دامودرداس ۴۳
۲۰ راحت، رامشیشور ناتھ ۴۵
۲۱ راحت، بھگونت رائے ۴۷
۲۲ رشی پٹیالوی، بام دیوناتھ ۴۹
۲۳ رواں اناوی، جگت موہن لال ۵۱
۲۴ رونق دہلوی، پیارے لال ۵۲
۲۵ ساحر، اوم پرکاش ۵۴
۲۶ ساحر دہلوی، پنڈت امرناتھ ۵۷
۲۷ سحر اقبال، بہادر ورما ۵۸
۲۸ سحر، کنور مہیندر سنگھ بیدی ۵۹
۲۹ سرور، درگا سہائے ۶۰
۳۰ سرشار لکھنوی، رتن ناتھ ۶۳
۳۱ شاد، مہاراجہ سرکشن پرشاد ۶۴
۳۲ شاداں، چندولال ۷۰
۳۳ شاکر میرٹھی، پیارے لال ۷۵
۳۴ شایاں، طوطارام ۷۷
۳۵ شرما، اندرجیت شرما ۸۲
۳۶ شعلہ، دوارکاداس ۸۵

Marfat.com

۳۷	شعلہ، منشی بنواری لال	۸۶
۳۸	شفق، کنج بہاری لال	۸۷
۳۹	شفیق، لچھمی نرائن رائے	۸۸
۴۰	شمیم کرہلوی، دیا شنکر	۸۹
۴۱	شمیم فرخ آبادی، سردار شیر سنگھ	۹۱
۴۲	صادق، دیبی پرشاد	۹۳
۴۳	ضیا، ہریش چندر	۹۴
۴۴	طالب بنارسی، نائک پرشاد	۹۵
۴۵	عاشق، مہاراجہ کلیان سنگھ	۹۷
۴۶	عرش ملسیانی، پنڈت بال مکند	۹۹
۴۷	فراق گورکھپوری، رگھوپتی سہائے	۱۰۰
۴۸	کبیر، بھگت کبیر	۱۰۱
۴۹	کوثری، دلورام	۱۰۳
۵۰	کشور، نند کشور	۱۰۶
۵۱	کیفی وتاریہ، پنڈت برج موہن	۱۰۸
۵۲	لطف، گرو نرائن	۱۰۹
۵۳	محروم، تلوک چند	۱۱۰
۵۴	مہر، سورج نرائن	۱۲۰
۵۶	مدہوش، سنت پرشاد	۱۲۳
۵۷	ملا، آنند نرائن	۱۲۴
۵۸	منظر، کے مدنا	۱۲۵

Marfat.com

۵۹	منور لکھنوی، بشیشور پرشاد	۱۲۶
۶۰	ینگ، کے کے سنگھ	۱۳۰
۶۱	نانک، بابا گرونانک	۱۳۱
۶۲	نہال چند لاہوری	۱۳۲
۶۳	نسیم لکھنوی، دیا شنکر	۱۳۳
۶۴	نسیم، لالہ فتح چند	۱۳۶
۶۵	نذیر قیصر	۱۳۷
۶۶	نفیس بھوپالی، تھامس جیمز	۱۴۰
۶۷	نیساں، منشی ماتا پرشاد	۱۴۱
۶۸	وفا، راجہ نول رائے	۱۴۳
۶۹	ہمت، رائے شرما	۱۴۴
۷۰	ہندی، کنہیا لال	۱۴۵

☆☆☆☆☆

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی • لاہور پاکستان
ذخیرہ

انتساب

ساکنانِ شہرِ قائد ٹرسٹ کراچی
کے تمام اراکین بالخصوص

جناب اظہر عباس ہاشمی صاحب

جناب عبدالحسیب خاں صاحب

جناب سیّد اظفر رضوی صاحب

جناب محمد یونس شیخ صاحب

اور

جناب محمد ندیم ہاشمی صاحب

کے نام بصد احترام

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اپنی باتیں

طاہر سلطانی

اللہ رب العزت کا شکرادا کرتا ہوں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔

بڑا مہربان رحم والا ہے...... اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔

وہی سب کا روزی رساں ہے وہی عزت دیتا ہے وہی ذلت دیتا ہے۔

وہ شہنشاہوں کو گدا اور گداؤں کو شہنشاہ بنادیتا ہے۔

اس قادر وقدیر نے سورۂ حج کے دسویں رکوع میں ارشاد فرمایا۔

سب انسان مل کر ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اور مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں

ہم سب کمزور انسانوں کے لیے یہ غور و فکر کا مقام ہے۔ کہ ہم کیا ہیں ہماری اوقات کیا ہے۔

تو پھر ہمیں کس بات کا تکبر ہے۔ کس چیز کا گھمنڈ ہے۔ یہ ہماری زبانوں پر میں۔ میں۔ میں کیوں سجا رہتا ہے۔ ہمیں اپنا احتساب کرنا ہوگا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نامی کتاب کے مطالعہ کے دوران یہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آگئے کہ آپ نے ساری زندگی کبھی لفظ "میں" استعمال نہیں کیا...... سبحان اللہ...... یہ تکبر سے بچنے کا بہترین علاج ہے۔ ہمیشہ "میں" سے بچا جائے۔ اور ہمہ وقت یہ احساس رہے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں...... ہمیں تو اپنی سانسوں پر بھی اختیار نہیں ہے۔

سرور انبیاء آنحضرت ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ عاجزی وانکساری اور سادگی انمول خزینہ ہے۔ اس خزینہ کی حفاظت کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سمیع وبصیر بھی ہے۔ اس سے کسی کا حال پوشیدہ نہیں

راقم الحروف نے جب بھی عاجزی وانکساری سے کوئی دعا رب کائنات کی بارگاہ میں پیش کی

Marfat.com

میرے پیارے رب نے راقم کی دعا کو قبولیت کا درجہ عطا فرمایا۔ یہ بھی عاجزی وانکساری سے کی گئی ایک دعا کا نتیجہ ہے......الحمدللہ ''غیر مسلم حمد گو شعراء کا اوّلین تذکرہ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے ۱۹۹۶ء میں غیر مسلم شعراء کے حمدیہ کلام وکوائف پر مشتمل منفرد انتخاب ''اذانِ دیر'' پیش کرنے کی سعادت بھی اللہ رب العزت نے راقم الحروف کو بخشی سو میں ربّ کائنات کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ ''اذانِ دیر'' کے پیش لفظ میں پروفیسر شفقت رضوی نے لکھا تھا کہ ''اذانِ دیر'' میں غیر مسلم شعراء کا حمدیہ کلام پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ کام اہم بھی ہے اور محنت طلب بھی اس کے لیے طاہر سلطانی نے لاتعداد کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جہاں سے جو جواہر ریزہ مل گیا اسے حرز جاں بنایا ہے۔ اپنے محدود وسائل اور کم فرصتی کے باوجود ان کا کام لائق تحسین ہے۔ اس نوع کے کسی بھی کام کو حرف آخر نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن اب جس مشن کی ابتدا ہوئی ہے اسے پورا کرنے کی وہ کوشش کریں گے۔

الحمدللہ اسی مشن کو سات برس کے بعد کچھ اور آگے بڑھایا ہے ''گلشنِ حمد'' غیر مسلم حمد گو شعراء کا اوّلین تذکرہ کا حصہ اول ہے حصہ دوم کے لیے خاصا مواد جمع ہو گیا ہے۔ کوشش جاری ہے اب دیکھیے میرے رب کو کیا منظور ہے۔ میرا ایمان ہے کہ رب کی رضا کے بغیر تو انسان ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔

خواجہ حسن نظامی نے کہا تھا کہ حمد روح ادب ہے۔

شکیل عادل زادہ نے لکھا تھا کہ حمد دنیا کا سب سے بڑا موضوع ہے۔

حمد نہ صرف ایک اہم موضوع بلکہ ایسا ایمان افروز موضوع ہے، اس سے ایمان کو قوت وجلا ملتی ہے۔ اور یہی راہ نجات بھی ہے۔ راقم الحروف نے ۱۹۹۵ء میں حمدیہ انتخاب ''خزینۂ حمد'' مرتب کیا تھا جسے اہل علم وقلم نے منفرد حمدیہ انتخاب قرار دیا تھا۔ خزینۂ حمد کی پذیرائی سے راقم کے حوصلے بلند ہوئے ۴۰۴ شعراء وشاعرات کے حمدیہ کلام پر مبنی اس انتخاب میں، اردو، عربی، فارسی کے علاوہ مختلف ۷ زبانوں کا حمدیہ کلام بھی شامل ہے۔ ''خزینۂ حمد'' مقدار اور معیار کے حوالے سے اردو ادب میں

Marfat.com

منفرد حمدیہ انتخاب ہے۔

''خزینۂ حمد'' میں مولانا محمد ولی رازی تحریر کرتے ہیں کہ حمد گوئی نازک صنف ہی نہیں بلکہ بہت مشکل بھی ہے۔ لیکن یہ بھی پروردگار کا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنی تعریف کرنے کے کچھ اصول اور آداب سکھا دیے ہیں اور ان آداب کے ساتھ کی گئی تعریف کو وہ قبول بھی کر لیتے ہیں۔

اب یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ غیر مسلم شعراء کے حمدیہ کلام کا معیار کیا ہے اور یہ کہ غیر مسلم شعراء نے آداب واصول کی کتنی پابندی کی ہے۔

چند باتیں اور کرنا چاہتا ہوں لیکن پہلے راقم الحروف اپنی ایک کتاب ''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' ۹۹ حمد گو شاعرات کے تذکروں اور حمدیہ کلام پر مبنی ہے۔ ''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' سے ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہاں پوری اور ابن مختار انصاری کی تحریروں سے اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہے

ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں کہ حمدیہ شاعری ادب کی روح اور نعت اس کا حسن ہے حمد ونعت کے وہ تمام مجموعے اور شاعروں کے وہ تمام تذکرے جو ترتیب پائے ہیں وہ اسی روح اور حسن کی تلاش ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں

''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' میں ہی ابن مختار انصاری نے لکھا ہے کہ ادب نواز ہستیاں جانتی ہیں کہ لائبریریوں کے چکر لگانا کتب کی ورق گردانی تحقیق وجستجو اور پھر اچھا مواد تلاش کر کے پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں اور پھر یہ کہ یہ اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے۔
اور نقشِ اوّل کی اہمیت وہی جانتا ہے جو خود نمایاں کارناموں سے متصف ہو''
بقول نواب مرزا خان، داغؔ دہلوی ۔

Marfat.com

ذخیرہ
کتب خانہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

بات اک دل میں مرے آتی ہے
گر کہوں تو ابھی لڑائی ہے

میں گلے شکوے کر کے آپ کا اور اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔

شوکت علی خاں، فانی بدایونی کا ایک عمدہ شعر یاد آ رہا ہے۔ جو قلب کے تاروں کو چھو کر گزرتا ہے۔

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
رہا یہ وہم کہ ہم ہیں سو وہ بھی کیا معلوم

وقت کم ہے کام زیادہ اور زندگی کا کیا بھروسا کب منہ موڑ لے۔

دوستو اس ناتواں قلب میں تمنائیں اور ارمان بہت ہیں کہ حمدیہ اور نعتیہ ادب کی کچھ خدمت کر لوں حمد گو شاعرات کا حصہ دوم...... کراچی کے صاحب کتاب نعت گویان کا تذکرہ (دس حصے)

پنجاب کے صاحب کتاب نعت گویان کا تذکرہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حمد و نعت نمبر۔ علامہ اقبال حمد و نعت نمبر

الحمد للہ یہ سب کام تقریباً ہو چکے ہیں...... بقول شوکت علی خاں فانی بدایونی۔

یارب تری رحمت سے مایوس نہیں فانی
لیکن تری رحمت کی تاخیر کو کیا کہیے

بخدا راقم اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

بہر کیف اس راہ میں بڑی ٹھوکریں کھائیں۔ پڑھے لکھے جاہلوں سے ملاقاتیں ہوئیں جن کا ادب سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ ابلیس کے چیلوں، مکاروں اور منافقوں سے واسطہ بھی پڑا۔ کچھ دشواریاں بھی آئیں مگر ہمت نہ ہارا۔ صبر کیا، اپنے حقیقی مولا سے مدد مانگی اور پھر یوں ہوا کہ رب کائنات کے کرم اور سرورِ انبیاء آنحضرت ﷺ کے طفیل ایسا کرم ہوا کہ انسانوں کی شکل میں فرشتے بھی ملتے رہے جو مجھے حوصلہ دیتے رہے۔

Marfat.com

میں قلب کی گہرائیوں سے ان نیک انسانوں کے لیے دعا گو رہتا ہوں۔

ان فرشتہ نما انسانوں کے نام ظاہر کر کے ان کے اجر کو کم نہیں کرنا چاہتا

میرا ایمان ہے کہ نیکی کا اجر انہیں آخرت میں ضرور ملے گا...... انشاء اللہ

اللہ ربّ العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ کریم راقم الحروف کی سعی کو قبول فرما کر میرے والدین، اہلِ خانہ، عزیز و اقارب، کل مسلمین و مسلمات بالخصوص فروغ حمد کے اس مبارک مشن میں پر خلوص معاونت کرنے والے عظیم انسانوں کی روز محشر اپنے پیارے حبیب آنحضرت ﷺ کے طفیل مغفرت فرمائے (آمین)

طاہر سلطانی

38\26 بی ون ایریا لیاقت آباد کراچی 75900

فون : 4922701

موبائل : 0300-2831089

☆☆☆☆☆

Marfat.com

گلشنِ حمد اور طاؔہر سلطانی

شبیر احمد انصاری

اس عالم رنگ و بو میں فکر رکھنے والا ہر انسان کچھ نہ کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کچھ نہ کچھ محسوسات رکھتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس کی ترجیحات کس درجہ افضل اور فائق ٹھہرتی ہیں اس کے اظہار کے زاویے کس طور پر صالح اور احسن ہوتے ہیں۔

طاؔہر سلطانی کی سوچوں میں جو انہاک اور کاموں میں جو پاکیزگی ہے اس میں جاودانی کی تاثیر بدرجہ اتم موجود ہے۔

یہ ترویج حمد و نعت کا دور ہے اور اس میں رنگ بھرنے والوں میں ایک وقیع نام طاہر سلطانی کا بھی ہے۔ اردو حمد کے حوالے سے ان کا نام اور کام ہمیشہ نمایاں رہے گا۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عہدِ آئندہ میں اسلامی ادب کا تحقیق نگار طاؔہر سلطانی کے نام اور کام سے صرفِ نظر نہ کر سکے گا۔ ان کی فکرِ رسا اور سعی بلیغ نے زیرِ نظر کتاب ''گلشنِ حمد'' میں حمد کے انتہائی خوش نُما پھول کھلائے ہیں۔ ''گلشنِ حمد'' غیر مسلم شعراء کا اوّلین تذکرہ ہے۔

طاؔہر سلطانی کی زندگی کا مقصد و محور دوست احباب سے تعلق اور اس شہرِ بے وفا میں وفاداریاں تلاش کرنا ہے اور یہ سب کچھ ترویجِ حمد و نعت کے حوالے سے ہے۔

شبیر احمد انصاری

بانی: حرا فاؤنڈیشن پاکستان

☆☆☆☆☆

Marfat.com

☆

غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ و حمدیہ کلام

اوّلین تذکرہ

(حصہ اوّل)

☆☆☆

Marfat.com

آزادؔ، جگن ناتھ

(۱۹۱۸ء......۲۰۰۴ء)

جگن ناتھ نام، آزادؔ تخلص، اردو کے معروف اور مستند استادِ سخن تلوک چند محروم کے فرزند تھے۔ پاکستان کے مقام عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔ والد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فارسی میں ایم ،اے کیا۔ یونیورسٹی لاہور کے نامور اساتذہ کی صحبت سے فیض پایا۔ اردو اور فارسی کے پر گو شاعر ہیں۔ وسیع القلب اور وسیع المشرب ہیں۔ اسلام، حضور نبی پاک اور اقبال سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ نعت گوئی میں ان کا جواب نہیں ان کی نعتوں کے تراجم عالمی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی ان کا فرانسیسی میں ترجمہ کر کے ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔ کلامِ اقبال کے مداح تھے اور اقبالیات پر سند کا درجہ رکھتے تھے۔ انجمن ترقی اردو کے صدر بھی رہ چکے تھے۔ ان کے کلام کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی شخصیت وفن اور فکر کے بارے میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں اور رسائل کے خاص نمبر چھپ چکے ہیں۔ ان کا حمدیہ کلام بھی رسائل و جرائد کی اس حقیقت کا اظہار ہے کہ زیست میں سرور رب کا کرم روح کی گہرائی میں روشنی بھی اس کا کرم ہے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۰

Marfat.com

☆

فقط حجاب ہیں نظروں میں اور کچھ بھی نہیں
یہ مہر و مہ یہ ستارے یہ آسماں یہ زمیں

......☆......

خالق کون و مکاں مالک غیب و حضور
میری مئے زیست میں تیرے کرم سے سرور
روح کی گہرائی میں فیض ترا دور دور
عالم تاریک میں تیری تجلی سے نور
تجھ سے ہے سینہ مرا مشعلِ کہسار طور
تجھ سے گریباں مرا مطلع صبح نشور

آزاد جگن ناتھ

Marfat.com

اُختر، پنڈت ہری چند

(۱۹۰۰ء......۱۹۵۸ء)

پنڈت ہری چند اختر صاحب طرز شاعر تھے۔ ان کا نعتیہ کلام بہت مقبول ہوا بالخصوص ان کی ایک نعت۔

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا

ہری چند اختر کی یہ نعت ۷۰ کی دہائی میں مجھے ازبر تھی یہ نعت میں اکثر اپنے محلے کی "جامع مسجد غوثیہ" میں بھی پڑھتا رہا ہوں۔ نور احمد میرٹھی نے اپنے تذکرے میں مالک رام اور جوہر دیوبندی کے حوالے سے ہری چند کا سنِ پیدائش ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۱ء لکھا ہے جبکہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے ۱۸۹۳ء تحریر لیا طالب صدیقی نے اپنے تذکرے میں ۱۹۰۱ء لکھا ہے۔ ان تمام تذکرہ نگاروں میں مالک رام کا مقام مسلم ہے لہٰذا ہم نے ہری چند اختر کا سنِ پیدائش ۱۹۰۰ء ہی تحریر کیا ہے۔ ہری چند اختر ابتدائی عمر ہوشیار پور پنجاب میں گزارنے کے بعد، لاہور آگئے یہیں تعلیم حاصل کی، ادب میں ایم اے اور فارسی ادبیات میں منشی فاضل کی اسناد حاصل کیں۔ صحافت سے وابستگی بھی رہی بعد میں گورنمنٹ کی نوکری کر لی۔ اختر کا مجموعہ کلام "کفر و ایماں" ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا۔ استعارے، کنائے تشبیہات کے باوجود ان کی شاعری سہل معلوم ہوتی ہے کہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم اپنے خیالات و احساسات کا ابلاغ کر سکتے ہیں۔ اختر کے شعر میں حمد و نعت کا امتزاج دیکھیے۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء، ص ۲۱۶۔ اردو کی نعتیہ شاعری، ص ۱۴۴

Marfat.com

اوج بریلوی

(۱۸۲۲ء......۱۸۹۲ء)

اوج بریلوی آتش لکھنوی کے شاگرد تھے۔عربی اور فارسی کے عالم تھے کہتے ہیں شاخ پر جس قدر پھل آتا ہے وہ اتنا ہی جھکتی جاتی ہے۔اوج کا بھی یہی عالم تھا کہ عاجزی انکساری کا مجسمہ نظر آتے تھے۔آجکل تو اِلاّ ماشاللہ جتنا زیادہ علم یا کوئی بڑی پوسٹ حاصل ہوئی، غرور وتکبر ہم پر غالب آجاتا ہے۔نام نہاد اہلِ علم کی ادب کے نام پر وہ بے ادبی دیکھنے میں آتی ہے کہ انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان سے بہتر تو وہ لوگ ہیں جو اَن پڑھ ہیں۔اللہ رب العزت ہمیں ہدایت عطا فرمائے آمین اپنے استاد آتش سے فارغ الاصلاح ہونے کے بعد استادی کے درجے پر فائز ہوئے۔مشاعروں میں شرکت کرتے۔طالب صدیقی لکھتے ہیں کہ "وہ شگفتگی جو آتش کے کلام کا حصہ ہے۔اوج کے کلام میں نظر نہیں آتی"۔مشکل الفاظ علمی اصطلاحات صنائع و بدائع تلمیحات ان کے کلام کی خصوصیات ہیں،لکھنوی طرز اور خارجیت جس سے آتش نے انحراف کیا۔حیرت کی بات ہے کہ وہ ان کے شاگرد اوج کے کلام کا حصہ ہے۔پھر بھی ان کا کلام مطالعہ کی چیز ہے۔اوج نے حمد بھی کہی، وہ اللہ پاک سے مخاطب ہو کر کہہ رہے کہ، اے اللہ میں تجھے سب سے الگ اور جدا دیکھ رہا ہوں، مجھ کو تو بتوں میں بھی نظر آرہا ہے۔

نمونۂ کلام

میں سب سے الگ اور جدا دیکھتا ہوں
بتوں میں بھی نورِ خدا دیکھتا ہوں
کوئی خاک سمجھے کوئی خاک جانے
میں کیا دیکھتا ہوں میں کیا ڈھونڈتا ہوں

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۸۵۔۸۷

Marfat.com

باقی، گردھاری لال

(۱۸۹۲ء......۱۹۲۶ء)

گردھاری لال نام، باقی تخلص، محبوب نواز ونت خطاب، والد رائے نربری پرشاد، حیدر آباد دکن سے تعلق تھا وہیں پیدا ہوئے اور مسلمانوں کی طرح تعلیم وتربیت حاصل کر کے اسلامی ثقافت کے سانچے میں ڈھل گئے۔ محمد علی عاشق سے فارسی پڑھی اور فارسی کلام کی انہیں سے اصلاح لی۔ اردو شاعری میں حضرت فیض سے مشورہ کیا حیدر آباد کے شعبہ افواج کے بڑے عہدوں پر مامور رہے اور نیک نامی سے فرائض منصبی ادا کیے۔ صاحب دولت و ثروت تھے۔ عوام کی فلاح و بہبود اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی ان کے شعائر تھے۔ اسلامی بزرگانِ دین سے عقیدت رکھتے تھے اور ان کی نذر و نیاز کا اہتمام کرتے تھے۔ رمضان میں وسیع پیمانے پر روزہ کشائی کا بندوبست کرتے تھے۔ باقی کی کثیر تعداد میں فارسی اور اردو تصانیف میں ان کی تعداد ۳۱ بتائی جاتی ہے۔ فارسی تصانیف میں پیرایہ عروض، یادگار باقی، متصافر باقی، بہار عالم، مثنوی صانع بدائع، پرنس نامہ، تہنیات باقی، ضرب الامثال، مکتوبات منظوم، زمزمہ بیتی، بھاگوت شریف، رامائن مسیحا، رباعیات بابرکات، رباعیات مناجات و جہت، باقی نامہ، بارزاق، مثنوی شمع و نور، منشات باقی مشہور ہیں اردو میں ان کا دیوان بقائے باقی کے نام سے شائع ہوا ان کے علاوہ درد باقی درد ساقی اور خواجہ میر درد کی فارسی رباعیات کا اردو ترجمہ ان کی ادبی کاوشیں ہیں۔ باقی کے کلام میں فصاحت و بلاغت موجود ہے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۱

Marfat.com

☆

اے مہر یہ سب ہے نور تیرا
ہر ذرہ میں ہے ظہور تیرا

ایمن ہے ہر ایک دشت تجھ سے
ہر سنگ ہے کوہ طور تیرا

آزاد کو بند ہے تعلق
پہنے نہ لباس عور تیرا

آرام ہزار ہوں جہاں میں
پر درد ہے یاں ضرور تیرا

انسان خاطی ہے تو خطا پوش
کیا فضل ہے یا غفور تیرا

اُن کی شہ رگ سے تو قریں ہے
دیتے ہیں پتا جو دور تیرا

اپنے سے جدا خدا کو سمجھو
یہ باقیؔ دیکھ شعور تیرا

راجہ گردھاری پرشاد باقیؔ

Marfat.com

برق، بھگوان داس

(پیدائش......۱۹۸۱ء)

اکثر غیر مسلم شعراء کا حمد یہ ونعتیہ شاعری پڑھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ غیر مسلم شعرا کا کلام ہے۔ برق بھگوان داس بھی انہیں شعراء میں شامل ہیں۔ جن کا کلام پڑھ کر مسلمان ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ برق کے حمد یہ ونعتیہ کلام میں عقیدت ومحبت کی سرشاری نمایاں ہے۔ نور احمد میرٹھی لکھتے ہیں کہ، برق بھگوان داس ضلع جھنگ پاکستان میں ۱۹۸۱ء کو پیدا ہوئے درس و تدریس کو معاش وخدمت بنایا زمانہ طالب علمی سے ہی شاعری کا شوق رہا۔ مولوی اللہ دین مضطر کے شاگرد تھے۔ اکثر رسائل وجرائد میں آپ کا کلام اہتمام سے شائع ہوتا رہا۔ شعری مجموعہ،، معمارِ مجموعہ" معمارِ قوم" کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔

نمونۂ کلام

جب میرے اللہ نے دیکھا کہ ہر انسان اب
موت کا اپنی لگا کرنے ہے سب سامان اب
تب خدائے پاک نے بھیجا رسول اللہ کو
تاکہ وہ پیغام دیں ، جو ہیں قبول اللہ کو
ہوگئیں دنیا میں جتنی ظلمتیں تھی دور سب
ہوگئی دنیا خدا کے نور سے پر نور سب
برق پیغامِ خدا لے کر پیمبر آگیا
ہم ترستے تھے خدا کو اس کا دلبر آگیا

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں،، ص ۱۶۹۔۱۷۰

Marfat.com

برقؔ، بابو جوالا پرشاد

(پیدائش......۱۸۶۳ء)

سیتا پور میں پیدا ہونے والے، بابو جوالا پرشاد برقؔ، اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے معزز منصب پر رونق افروز ہوئے۔ قابل رشک ذہانت کے مالک تھے۔ انسانیت کی اقداروں کا پاس رکھتے تھے۔ عزیز واقارب اور چھوٹے بڑے سب خلوص ومحبت سے ملتے تھے۔ انہوں نے لکھنؤ کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ طالب صدیقی نے لکھا ہے کہ وہ لکھنؤ کی تہذیب ومعاشرت کا اعلیٰ نمونہ اور مثال تھے۔ علم ان کے خاندان کی میراث تھی اس علمی ماحول نے ان کی طبیعت شاعری کی جانب راغب کردی۔ غزل، نظم، ناول، انگریزی کتابوں کے ترجے بھی شائع ہوئے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے آسمانِ علم وادب پر جگمگانے لگے۔ اس زمانہ کے مشہور اخبار ''اودھ پنچ'' میں ان کی فکری کاوشیں شائع ہو کر مقبول ہونے لگیں۔ اس زمانے کے ''اودھ پنچ'' کے لکھنے والوں میں۔ اکبرالہ آبادی، منشی سجاد حسین، تربھون ناتھ ہجر، رتن ناتھ سرشار اور بابو جوالا پرشاد برقؔ بہت مقبول ومشہور رہیں،، برقؔ کی ''مثنوی بہار'' کے متعلق سرسیّد احمد خان نے فرمایا کہ، مناظر قدرت اور فطری رعنائیوں کی سچی تصویر دیکھنی ہو تو بابو جوالا پرشاد برقؔ کی ''مثنوی بہار'' کا مطالعہ کیجیے اس سے اچھی مثنوی اور مناظر نگاری میرے خیال میں اردو شاعری میں متقدمین سے لے کر اب تک کہیں نہ ملے گی۔ برقؔ کی ''مثنوی بہار'' سے ہم نے چند حمد یہ اشعار چنے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ماخذ:۔ ''اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعرا''

ص ۱۲۴۔۱۳۱۔۱۳۲۔۱۳۴

111/204

Marfat.com

☆

او آنکھوں کو نور دینے والے
او دل کو سرور دینے والے
کہساروں پہ تو ہی ڈھڈھایا
گلزاروں میں تو ہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہے تجھ سے
ہر چیز ہری بھری ہے تجھ سے
اللہ رے نمو کی کار سازی
بخشی گلشن کو روح تازی
یارب برساوے ابرِ رحمت
لگ جائے ٹھکانے اس کی محنت
نیت میں ہو پھل جنابِ باری
محنت ہو سپھل جنابِ باری
ٹھنڈے جھونکے چلیں خدایا
شاخیں پھولیں پھلیں خدایا
ہاں جوشِ نمو بڑھے الٰہی
یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

(برق، بابو جوالا پرشاد)

Marfat.com

برق دہلوی، مہاراجہ بہادر

برق دہلوی ایٹہ سے دہلی آ کر آباد ہو گئے تھے۔ حصول علم کے لیے بڑی محنت کی اور کامیابی حاصل کی،، آغا شاعر قزلباش کے حلقۂ تلامذہ میں شامل تھے۔ طالب صدیقی نے تحریر کیا ہے کہ برق کے دادا نرائن داس، عبرت تخلص کرتے تھے۔ برق دہلوی نظمِ جدید کے بانیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ نظم میں نئے خیالات اور نیا طرز اظہار متعارف کرانے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ برق کے کلام میں پرتاثیر اور موثر اشعار کی کمی نہیں۔

چشمِ کم بیں، واقفِ نیرنگیِ فطرت نہیں
ایک جلوے کی فراوانی ہے یہ کثرت نہیں
ذرہ ذرہ جلوۂ توحید سے معمور ہے
کون سا شیشہ ہے جس میں بادۂ وحدت نہیں

ماخذ:۔ اردو زبان کے قابلِ ذکر ہندو شعراء،، ص ۱۲۴۔۱۲۶

Marfat.com

☆

یہ دنیا کیا ہے جلوہ گاہ حسن لایزالی ہے
یہ نورِ ذات کا پرتو ہے تصویرِ جمالی ہے
وہی ذات احد روح رواں ہے ہر دو عالم کی
ضیا ہے ذرے ذرے میں اسی نور مجسم کی
جو کثرت رونما ہے درحقیقت عین وحدت ہے
جو فطرت آفریں ہے ایک لافانی حقیقت ہے

......☆......

نظارہ گرم ان جلوؤں کی آب وتاب میں ہے
ترا جمال ہے بے پردہ یا حجاب میں ہے
ضیاء ہے چار طرف حسن خود نقاب میں ہے
یہ شان جلوہ نمائی بھی کس حساب میں ہے

(برقؔ دہلوی، مہاراجہ بہادر)

Marfat.com

پریم سکھ شاد

پریم سکھ شادؔ کا ذکر پروفیسر شفقت رضوی نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔ اور ان کے دیوان کا سنِ اشاعت بھی۔

قم کہنے سے مردہ کو جلایا
عیسیٰ کو وہ معجزہ دکھلایا

شاد کا ''دیوان'' ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔

کریم بخش خطائیں کہ منفعل ہے شادؔ
گنہگار ترا اب ترے حضور آیا

ماخذ:۔ اردو میں حمد گوئی،، ص ۷۳

اذانِ دیر،، ص ۲۹۔۱۴۲۔۱۶۰

Marfat.com

☆

اے سرمہ فروش چشم بینش
وے موسیٰ طور آفرینش
اے باعث این و آن عالم
وے حاکم انس و جان عالم
اے شمع فروز انجمن ہا
رونق دہِ محفلِ چمن ہا
اے واقف راز جسم و جاں ہا
وے گلشن بلبل بیاں ہا
اے شاہ سریر کبریائی
بخشندہ تاج پادشاہی
اے لعل فروز در دل سنگ
وے رنگ نمائے چرخ نیرنگ

Marfat.com

اے رہ نورد چراغ فطرت
روشن کنِ دیدۂ بصیرت
کرتا ہے تو زیر سرکشی کو
خاکی سے ہزار آتشی کو
واہب ہے تو اور علیم و حاضر
قادر ہے تو اور حکیم و ناظر
خالق ہے تو اور کبیر تو ہے
رازق ہے تو اور قدیر تو ہے
جبّار ہے تو کریم تو ہے
قہّار ہے تو رحیم تو ہے
منعم ہے تو اور نعیم تو ہے
سالم ہے تو اور سلیم تو ہے
اعراف میں تو نعیم میں تو
رفرف میں تو اور جحیم میں تو
بے چوں ہے تو اور بے چرا تو
بے مثل و عدیل اے خدا تو

Marfat.com

بلبل ترے عشق میں ہے نالاں
اور گل ہے ہمیشہ پاک داماں
ہے تیرا ہی رنگ آب و گل میں
ہے تیرا ہی رنگ رنگ مل میں
ہر جام میں اور مئے میں تو ہے
ہر نام میں اور شئے میں تو ہے
ہے تجھ سے ہی تابِ زلف سنبل
حسنِ گل و عاشقی بلبل
غنچہ میں تو اور صبا میں تو ہے
ہر رنگ میں اور ہوا میں تو ہے
قمری ہے الم میں تیرے ہی شاد
ہے تیرا ہی بندہ سرو آزاد
قرآن میں اور پران میں تو
مانند الف ہے جان میں تو
تجھ ہی سے ہے کعبہ اور کلیسا
ہے تجھ سے ذاتِ خلیلؑ و عیسیٰؑ

Marfat.com

ہے شعلہ میں تو شرار میں تو
ہر نور میں تو ہے نار میں تو
ہر شئے میں غرض تو ہی عیاں ہے
ہر شئے میں تو ہی ہے گو نہاں ہے
صحرا بھی ہے تجھ سے اور گلستاں
ہر چیز سے تو ہی ہے نمایاں
انسان و درند اور پرندے
فرمان کے ہیں سارے تیرے بندے
تو رزق رسان اُنس و جاں ہے
تجھ سا کوئی دوسرا کہاں ہے
تو عجز و نیاز سے مبرا
تو حرص اور آز سے معرا
موسیٰؑ ہے کہیں کہیں تو ہے طور
ہے دار کہیں کہیں ہے منصور
یوسفؑ ہے کہیں کہیں تو یعقوبؑ
طالب ہے کہیں کہیں تو مطلوب

Marfat.com

دشمن کو کرے تو دم میں فی النار
اور دوست پر اپنے نار گلزار
ناقوس و جرس میں شور تیرا
آواز اذاں میں زور تیرا
ہم سے تری حمد کب بیاں ہو
ہر موئے بدن بھی گو زباں ہو

پریم، سکھ شاد

Marfat.com

تمیز رامپوری، رام دیال

(۱۲۳۳ھ.....۱۲۹۳ھ)

مرزا آدم خاں داغ سے فیض تلمذ حاصل کرنے والے رام دیال تمیز رام پوری نے ۱۲۳۲ھ میں رام پور کے محلے گوجراں میں آنکھ کھولی۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ "نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں" کچھ ایسا ہی تمیز کے ساتھ بھی ہوا وہ بیمار ہوا تو لوگ اسے رام پور کے ایک بزرگ میاں احمد علی شاہ کے پاس لے گئے۔ بزرگ کی ایک نظر نے تمیز کی تقدیر بدل دی، تمیز بزرگ کی صورت دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ بقول شاہ عزیز الکلام۔ تمیز ہمہ وقت ذکر و افکار میں مشغول رہتا۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت اور ان کے حکم کی پیروی کے سوا کسی دوسرے کام سے سروکار نہ تھا۔ تمیز ایک جگہ کہتا ہے کہ۔

تمیز اب ہو گیا یکساں ہمارا ظاہر و باطن
سیاہی دل کے اندر تن پہ بھی پوشاک کالی ہے

غلام احمد، تمیز رامپوری کو حج و زیارتِ حرمین شریفین کا شوق پیدا ہوا مگر زادِ راہ مفقود تھا لہٰذا ریاست حیدر آباد جا کر محکمہ مال میں ملازمت کر لی جب حج کے لیے اخراجات جمع ہو گئے تو حج کی سعادت سے مشرف ہوا۔

غلام احمد، تمیز رامپوری کا انتقال جمادی الآخر ۱۲۹۳ھ میں ہوا۔ نمونۂ کلام ۔

ناز تقدیر پہ ہو کیوں نہ خدایا مجھ کو
کہ محمد ﷺ نے مدینے میں بلایا مجھ کو
تنگ دستی کی چلی پیش نہ کچھ ضعف کا زور
پر لگا کر مرے مولا نے اڑایا مجھ کو

ماخذ:۔ اردو کے امی شعراء، ص ۷۷۔۷۸

Marfat.com

جذب، پنڈت راکھوندر راؤ

(۱۸۹۴ء......۱۹۷۳ء)

پنڈت رام راؤ کے گھر میں ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وکالت کے پیشے سے وابستہ ہو گئے سات زبانوں پر عبور تھا۔ آندھرا اردو مجلس نے انہیں خیام آندھرا کا خطاب دیا۔ آٹھ کتابیں منظر عام پر آئیں۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۷۳ء کو دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔ جذبؔ نے بھی اللہ رب العزت کے حضور حمد کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ جذبؔ کا پیغام ہے کہ اللہ کو صدق و خلوص کے سجدے پسند ہیں۔ رب کائنات ریا کاری کو پسند نہیں کرتا ہے۔ جذبؔ کی زبان و بیان دلکش و پرتاثیر ہے۔

Marfat.com

☆

کر صدق و خلوص سے خدا کو سجدہ
ہے شرک ، ہوس کو یا ہوا کو سجدہ
جذبؔ اس سے زمیں کو زلزلہ آتا ہے
کرتا ہے زمیں پر جو ریا کو سجدہ

راگھونیدر راؤ جذب

Marfat.com

جوشؔ ملسیانی، لبھو رام

(۱۸۸۲ء......)

داغ دہلوی کے تلامذہ میں شامل تھے جوش ملسیانی ۱۹۸۲ء کو پیدا ہوئے انتہائی ذہین تھے۔فارسی اور اردو کے امتحانات میں پورے صوبے میں اوّل آئے۔درس و تدریس سے وابستہ رہے کم عمری سے شاعری کی جانب رجحان تھا۔جوش کے در مجموعے ''بادۂ سر جوش'' جنون و ہوش، شائع ہوئے اُن کے کلام میں زندگی کے اتار چڑھاؤ،انسانیت کے پیچ وخم کے ساتھ ساتھ ان کے روایتی آہنگ اور تجسر علمی کا اہلِ قلم نے اعتراف کیا ہے۔جوش نے کلامِ غالب کی شرح لکھی ہے۔جو ان کی بلند فکر کا پتہ دیتی ہے۔ان کے علاوہ جوش نے حمد و نعت بھی کہی ہیں۔غیر مسلم شعراء کے حمدیہ کلام اور کوائف پر مشتمل حمدیہ انتخاب ''اذانِ دیر'' کو مرتب کر کے راقم الحروف نے ۱۹۹۶ء میں کراچی سے شائع کیا اس کے صفحہ نمبر ۶۱ پر جوش ملسیانی کی حمد موجود ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے۔اللہ کی ذات عیاں بھی ہے اور نہاں بھی ہے۔وہ ایک ایسا نشاں ہے کہ ہر ایک نشاں اس میں گم ہے۔

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۱۸۴ ۔ اذانِ دیر ،، ص ۶۱

Marfat.com

☆

یارب تری ہی ذات سراپا حیات ہے
فانی ہے ذرہ ذرّہ مگر جاوداں ہے تو
حُسنِ شہود و غیب کے پردوں میں بند ہے
اتنا عیاں ہے تو کہ سراسر نہاں ہے تو
تیرا وجود معنیِ اسرارِ کائنات
رنگِ مجاز میں بھی حقیقت نشاں ہے تو
وردِ زباں اگرچہ ہیں تیرے ہزار نام
حاصل یہ ہے کہ خالق ہر انس و جاں ہے تو
تیرے کرم نے سب کو مکرّم بنا دیا
احسان مجھ پہ کر دے بڑا ذوالمناں ہے تو
مجھ سے کنارہ کش نہ رہے ساحلِ نجات
ہاں ناخدائے کشتیِ عمرِ رواں ہے تو

(جوشؔ ملسیانی، لبھو رام)

Marfat.com

جوہر، جواہر سنگھ

(۱۸۲۳ء......۱۸۸۰ء)

جواہر سنگھ جوہر منشی بختیار سنگھ کے گھر لکھنؤ میں پیدا ہوئے خواجہ وزیر اور گل محمد ناطق کو اپنا کلام دکھاتے تھے۔ ''طالب صدیقی،، مولف،، اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء،، میں رقمطراز ہیں کہ جوہر کی پیدائش کے متعلق کسی بھی تذکرہ نگار نے وثوق سے کچھ نہیں لکھا قیاس کیا جاتا ہے کہ ۱۸۲۳ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ جوہر کے والد عربی و فارسی کے بڑے عالم تھے۔ راقم تخلق کرتے تھے۔ جوہر ایک جوہر قابل کی حیثیت سے شہرت و ناموری کے بامِ عروج تک پہنچے جو فارسی کے متبحر عالم تھے۔ اودھ کی سلطنت کا شیرازہ بکھرنے کے بعد آپ کی قابلیت و شہرکی وجہ سے والئی بلرام پور نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ بلرام پور کے راجہ آپ کی بڑی عزت کرتے اور بے انتہا عنایات آپ کی ذات اور خاندان پر فرماتے۔

طالب صدیقی نے جوہر کے بائیس اشعار نقل کیے ہیں ان اشعار کو پڑھتا رہا اور اس پختہ کار قادر الکلام شاعر کے کلام پر غالب کا گمان ہوتا رہا۔

جوہر نے بھی حمد و نعت میں عقیدت و محبت کے پھول کھلائے ہیں۔ یقیناً ان کی عقیدت و محبت کی خوشبو اردو حمد یہ ادب کو مہکاتی رہے گی۔

ماخذ:۔ اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء،، ص ۸۸۔۹۰

Marfat.com

☆

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
فقط ایک نام نکوئی رہے گا

☆☆☆

گر نہ ہو حاصل کسی سے مدعا، بے دل نہ ہو
آدمی کو ربّ اعلیٰ پر توکل چاہیے

☆☆☆

کس کو ہے اس کے فروغِ شمع وحدت کی نظر
ایک موسیٰ ہی تھا، پروانہ تجلی گاہ کا

☆☆☆

الٰہی موت بہت ہے جہاں میں نامرادی سے
مرادِ دل نہ ہو حاصل تو پھر کیا خاک جینا ہے

☆☆☆

عاقبت میں ڈر نہیں مطلق مجھے اعمال کا
کیں خطائیں ساری میں نے تجھ کو رحماں دیکھ کر

جوہر، جواہر سنگھ

Marfat.com

جوہر، مادھورام

(۱۸۲۰ء......۱۸۹۶ء)

میرؔ شکوہ آبادی کے حلقۂ تلامذہ میں شامل جوہر مادھورام فرخ آباد کے کھاتے پیتے گھرانے میں ۱۸۲۰ء کو پیدا ہوئے تمام اصناف میں طبع آزمائی کی غزل سے خصوصی لگاؤ تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے دور میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کے کچھ اشعار آج بھی زبان زدِ عام ہیں۔ ان کی شاعری میں کہیں کہیں حمدیہ ونعتیہ رنگ بھی نظر آتا ہے۔ ۷۶ برس کی عمر میں دنیا کو خیر باد کہا۔

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۴۲۔۴۳

اذانِ دیر ،، ۶۲

Marfat.com

☆

اخترِ اقبال جب چمکا کیا سجدہ تجھے
عرش کا تارا ہے ہر ذرہ تری درگاہ کا
تو جو کاہید کو غالبؔ اہل رفعت پر کرے
پیش دے کوہ گراں کو بوجھ برگ کاہ کا
ہیں تری درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت
مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا

مادھورام جوہر

Marfat.com

جہاں، بینی نرائن

''اردو زبان کے قابلِ ذکر ہندو شعراء'' میں طالب صدیقی رقمطراز ہیں کہ بینی نرائن جہاں کی تاریخ پیدائش و وفات کسی تذکرہ نگار نے تحریر نہیں کی ہے۔ کچھ تذکرہ نگاروں کا خیال ہے کہ وہ لاہور میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی تعلیم و پرورش ہوئی۔ ڈاکٹر عندلیب شادانی نے ان کے اشعار کے حوالے سے ان کا وطن دہلی کو قرار دیا ہے۔ رام گوپال وید نے اپنے حقیقی مقالے میں بینی نرائن کے علم و فضل اور قدرت شعر گوئی کا اعتراف کیا ہے۔ بینی نرائن جہاں کی تالیف ''دیوانِ جہاں'' کا سنِ تصنیف ۱۸۱۲ء ہے۔ دیگر شعراء کی طرح بینی نرائن جہاں کی شاعری کا آغاز حمد و نعت سے ہوا ہے۔

نمونۂ کلام ؎

کر آغاز حمدِ خدا سے
پھر اس کے بعد نعتِ مصطفیٰ ﷺ سے

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۷۵۔۶۷

Marfat.com

چکبست، پنڈت برج نرائن

(۱۸۲۶ء......۱۹۲۶ء)

فیض آباد میں پیدا ہوئے، چند برس بعد آپ والدین کے ہمراہ لکھنؤ آگئے۔ ۱۹۰۵ء میں کنگ کالج لکنو سے بی اے کیا ۱۹۰۸ء میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ لکھنؤ کے ممتاز وکیلوں میں شمار ہوتا تھا۔ لذ برس کی عمر سے شعر وسخن کا شوق تھا آتشؔ، غالبؔ، اور میر انیسؔ سے متاثر تھے۔ آپ کی غزل پر آتش اور مسدّس پر میر انیس کی تقلید کے آثار نمایاں تھے۔
آپ کا مجموعۂ کلام ''صبح وطن'' انڈین پریس الہ آباد نے شائع کیا جس میں نظم، غزل اور مسدّس پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔
صغیر احمد جان نے تحریر کیا ہے۔ چکبست کی زبانؔ لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہے۔ سلاست، چستی، بندش اور حسن ترکیب آپ کی خصوصیاتِ زبان ہیں۔ چکبست کی شاعری میں ذکر خدا بھی ملتا ہے۔ انہیں خدا کے جلوے چارسو پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی نظر طور پر پہنچ جاتی ہے۔ تو کہیں وہ کسی مشکل کو حل کرانے کے نلیے بارگاہ خداوندی میں مناجات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس نابغۂ روزگار شخصیت کا انتقال ۹۲۶ء میں ہوا۔ نمونہ کلام۔

تپشِ شوق کو موسیٰ کی نظر ہے درکار
ورنہ دنیا میں تجلّی نہیں یا طور نہں

ماخذ:۔ تاریخ زبان وادب اردو،، ص ۲۲۳
اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء،، ص ۱۱۱۔۱۱۲۔۱۱۳
اذانِ دیر،، ص ۳۱

Marfat.com

دروغ، دامودر داس

دامودر داس نام، دروغ تخلص، کانپور کے رہنے والے تھے سلسلہ ملازمت میں جبل پور میں بھی رہے۔ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ بابو مدن لال نے ان کا دیوان مطبع انتظامی کانپور میں چھپوا کر شائع کیا تھا۔ ان کا مسلک صلح کل تھا۔ مذہبی تفریق کے قائل نہ تھے اکثر اشعار میں اسلامی روایات کا پرتو نظر آتا ہے۔

قصیدہ، غزل، رباعی میں شاعری کی، زبان پر قدرت حاصل تھی۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۲

Marfat.com

☆

کام ماتھے کا ہے چومے درِ معبد کی زمیں
کبھی ہونے نہ دے ہنگام غضب عرشِ بریں

سجدۂ حق کرے دے بوسۂ قرآن مبیں
قشقۂ عجز کو چہرے کی بنائے تزئیں

خط قسمت میں جو تحریر ہے مانے اس کو
کرے وہ کام جو سونپا ہے خدا نے اس کو

دروغ دامودر داس

Marfat.com

راحت پیلی بھیتی، رامیشور ناتھ

گر رامیشور ناتھ نام، راحت تخلص، پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ درس تدریس کے شعبہ سے تعلق رہا۔ شاعری میں احمد سعید خان اور احمد رحمانی کے شاگرد رہے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۲

Marfat.com

محبت سے گلِ خورشید تا شام
نہیں پاتا ہے اک دم دن کو آرام
محبت سے بیاباں در بیاباں
پھرا کرتا ہے آہو مست و حیراں
محبت ہے زمیں سے تا بہ افلاک
کہ اک ذرہ نہیں ہے مہر سے پاک
محبت کا عجب محکم ستوں ہے
تھما جس سے یہ قصر نیلگوں ہے

راحت پیلی بھیتی

Marfat.com

راحت کاکوروی، بھگونت رائے

(۱۸۸۴ء)

ممتاز محقق پروفیسر شفقت رضوی نے راقم کا مرتبہ کردہ غیر مسلم شعراء کے حمدیہ انتخاب ''اذانِ دیر'' مطبوعہ ۱۹۹۷ء کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ بھگونت رائے راحت کی مثنویوں میں مثنوی ''نل ومن'' مطبع مصطفائی کانپور ۱۲۳۸ سر فہرست ہے۔ راحت کا حمدیہ شعر نقل کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ راحت امانت لکھنوی کے تلامذہ میں شامل تھے...... نمونۂ کلام

خاکساری سے ہی حاصل مدعا ہوجائے گا
جب خودی مٹ جائے گی وصلِ خدا ہوجائے گا

......☆......

یارب کٹے ہیں میرے عجب طرح صبح و شام
حیرت میں ہی گذرتی ہے میرے تیئی مدام

نور احمد میرٹھی ''بہر زماں بہر زباں'' غیر مسلم نعت گو شعراء کا تذکرہ'' میں رقم طراز ہیں کہ راحت کی مثنویں کی تعداد آٹھ ہے۔ آپ کو ہندو شاستروں سے بھی کماحقہ واقفیت تھی اور علوم اسلامیہ کے بھی فاضل تھے۔ فارسی کے بڑے عالموں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ۱۸۸۴ء میں دنیا کو خیر آباد کہا۔ بھگونت رائے راحت کی حمدیہ کلام کے مطالعے کے بعد یہ کہنا پڑھتا ہے کہ ان کا کلام پُراثر بھی ہے اور ندرت سے مزین بھی ہے۔

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں ،، ص ۲۸۰ اذانِ دیر ،، ص ۶۶

Marfat.com

موزوں کرے وہ قد معانی
شرمندہ ہو سروبوستانی
اندازِ نزاکت سخن سے
بالا رہے شاخ یا سمن سے
نقاش گل سخنوری ہو
شاخ گلِ تر سے ہمسری ہو
ہر دم دم راستی بھرے وہ
سجدے میں تری جھکا کرے وہ

بھگونت رائے راحت

Marfat.com

رشی پٹیالوی، بام دیو ناتھ

بام دیو ناتھ رشی تخلص، والد رام چند مصرا جو بسی کلاں ضلع ہوشیار پور ضلع پنجاب کے رہنے والے تھے۔ تکمیل تعلیم کے بعد پٹیالہ میں ملازمت اختیار کی اور وہیں کی سکونت کی مناسبت سے پٹیالوی کہلائے۔ اردو شاعری میں پہلے نسیم نور اور پھر جوش ملسیانی سے مشورہ کیا۔ نہایت پرگو شاعر تھے۔ کثیر تعداد میں تصانیف موجود ہیں ان میں جائزے (۱۹۶۶ء) آتش نغمہ (۱۹۷۶ء) ریگ کارواں (۱۹۷۲ء) لہو پکارے گا آستیں کا (۱۹۷۶ء) روشنی کتنی (۱۹۷۹ء) شفق رنگ آنسو (۱۹۸۱ء) اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۳

Marfat.com

☆

جس کو کہتے ہیں فنا نا آشنا
جس کی فطرت میں خلل ممکن نہیں
خالق کون و مکاں ارض و سما
جس کی ہستی کا بدل ممکن نہیں

پاس رہنے پر بھی ہے جو دور تر
جس کے ہر جلوے میں اک اعجاز ہے
دل میں رہ کر بھی نہیں آتا نظر
جس کا چھپنا بھی مجسم راز ہے

نور جس کا وادی سینا میں ہے
مہر و مہ کی جان ہے جس کا جمال
جس کا چرچا عالم بالا میں ہے
جس کی قدرت ہے کمال لازوال

رشی پٹیالوی بام دیو

Marfat.com

رواںؔ اناوی، جگت موہن لال

(۱۸۸۹ء......۱۹۳۴ء)

رواںؔ اناوی ۱۸۸۹ء کو جگت موہن لال کے گھر پیدا ہوئے۔ ایم اے، ایل ایل بی کی اسناد حاصل کر کے شعبۂ وکالت سے وابستہ ہوئے نامور شاعر عزیزؔ لکھنوی، مرزا محمد ہادی کے شاگرد تھے۔ استاد کا نام روشن کیا اور خوب شہرت پائی، غزل، نظم، مثنوی، مسدّس غرض یہ کہ تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔ ان کی نظم "غبارِ راہ" بہت مقبول ہوئی۔

رواںؔ فطری شاعر تھے۔ ان کی شاعری تہذیب کی عظمتوں سے ہمکنار تھی۔

آغاز سخن کرتا ہوں میں حمدِ پاک سے
پیدا کیا ہے سب کو مرے رب نے خاک سے

☆☆☆

ہر سانس میں ہو شکر خدائے جلیل کا
نمرود کے جہاں میں وہ رہبر خلیل کا

ماخذ:۔ آئینہ ادب،، ص ۶۳۔۶۴

Marfat.com

رونق دہلوی، پیارے لال

پیارے لال نام رونق تخلص، دہلی کے مشہور کانستھ خاندان کے فرد تھے۔ والد کا نام منشی جے نرائن تھا۔ روشن پورہ کے رہنے والے تھے۔ فارسی میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ نہایت زود گو اور خوش فکر شاعر تھے جناب راسخ کے شاگردان رشید میں شمار تھا۔ ۱۹۳۱ء میں جناب رونق زندہ تھے۔ عمر تقریباً ۷۸ سال تھی۔ رونق کے کلام میں داغ کا رنگ سخن بدرجہ اتم جلوہ گر ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے غزل کہی تو داغ کے پاس اصلاح کے لئے بھیجی جس پر انہوں نے اصلاح کر کے ہدایت کی کہ مولانا راسخ (عبدالرحمٰن) کو دہلی میں دکھالیا کرو۔ چنانچہ آپ عبدالرحمٰن راسخ کے شاگرد ہوگئے۔ مولانا راسخ دہلی میں مشاعرے کیا کرتے تھے۔ ان مشاعروں کا اہتمام ان کے ذمہ تھا استاد کے اہل اعتماد تلامذہ میں شمار ہوتا تھا۔ محنتی، جفاکش، خلیق، بامروت انسان تھے باہر سے جو شعراء دہلی آتے ان کے حسن اخلاق کی تعریف کرتے تھے۔ تجارت کی طرف مائل تھے۔ ظروف کا کاروبار کرتے تھے، 1915ء میں دو دیوان مرتب کئے تھے "رونق سخن" شائع ہوگیا تھا۔ کلام رونق کے نام سے دوسرا مجموعہ شائع کیا تھا مذہبی رواداری اور وسیع المشربی کے باعث ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں محترم تھے۔

ماخذ:۔ "اذانِ دیر" ص ۱۷۳

Marfat.com

☆

کچھ نہیں اور یہاں جلوۂ وحدت کے سوا
کیا نظر آئے نگاہوں کو حقیقت کے سوا
نور آنکھوں میں رہا تیرا تصور دل میں
ہم نے جلوت میں بھی دیکھا تجھے خلوت کے سوا
پی کے کھل جاتے ہیں اسرار نہاں رونق بھی
اور کیا شغل ہو جامِ مئے وحدت کے سوا

رونق پیارے لال

Marfat.com

ساحر ہوشیار پوری، اوم پرکاش

(۱۹۱۳ء.....۱۹۹۴ء)

اوم پرکاش نام، ساحر تخلص، والد لکھی رام اوہری، ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ہوشیار پور میں لاہور میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت چلے گئے اور کانپور میں سکونت اختیار کی جہاں وہ تجارت کرنے لگے۔ ساحر کا ادبی ذوق نہایت بلند تھا اس کو ان کے استادِ سخن جوش ملسیانی نے جلا دی علمی اور ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کی تصانیف میں مہاویر مہیما (۱۹۳۹ء) سحر غزل (۱۹۰۹ء) سحر نسخہ (۱۹۷۰ء) جلترنگ (۱۹۷۵ء) اور سحر حرف (۱۹۸۲ء) شامل ہیں۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۴

Marfat.com

☆

مجھے تیری جستجو ہے
میرے سر میں تیری بو ہے
میرے دل میں تو ہی تو ہے

مری حسرتوں کے مالک
مری الفتوں کے مالک
مری محفلوں کے تزئین
دل غمزدہ کے تسکیں
ہے تجھی سے صبر و تسکیں
مجھے رکھ نہ ہائے غمگیں
مری چاہتیں ہیں تجھ سے
مری راحتیں ہیں تجھ سے

ساحر ہوشیار پوری، اوم پرکاش

Marfat.com

☆

عین صداقت نام ترا
اصل محبت نام ترا

تیرے جلوے لا تعداد
نورِ وحدت نام ترا

قہر کرم تیرے ہی گن
شانِ شجاعت نام ترا

تیرے کرشمے غیب وظہور
کشف و کرامت نام ترا

تو ہی رب ارض و سما
قادر و قدرت نام ترا

(ساحرؔ ہوشیار پوری، اوم پرکاش)

Marfat.com

ساحر دہلوی، پنڈت امرناتھ

(۱۸۶۳ء.....۱۹۴۲ء)

شہر بریلی کا نام سنتے ہی ایک عظیم ہستی عالم بے مثل مفتی، حافظ، قاری مولانا احمد رضا خاں کا نام سامنے آتا ہے بلکہ یوں کہیے کہ دنیا میں بریلی کی وجہ شہرت مولانا صاحب ہیں اسی شہر میں ساحر دہلوی، پنڈت امرناتھ نے بھی جنم لیا عربی فارسی پر دسترس رکھتے تھے۔ فن عروض سے خوب جان کاری تھی۔ ان کی شاعری پر غالب کی چھاپ ہے۔ مشکل مضامین اور فلسفہ و منطق سے ساحر کی شاعری مملو ہے۔ ان کی کئی تصانیف شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ پروفیسر شفقت رضوی نے سنِ وفات ۱۹۴۲ء لکھا ہے جبکہ طالب صدیقی نے ۱۹۶۰ء لکھا ہے اور غالباً کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے شفقت رضوی کی تاریخ سے اتفاق کیا ہے۔ تاریخ اردو کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شعراء ابتدا میں تبرکاً ایک حمد یا حمد کا ایک شعر کتاب میں ضرور شامل کرتے تھے۔ سو اکثر ہندو شعراء کے یاں یہی عمل نظر آتا ہے۔

نمونۂ کلام

حسن :زل صفات میں جب جلوہ گر ہوا
آئنہ جمال وجودِ بشر ہوا

☆

کیف و مستی میں عجب جلوۂ یکتائی تھا
تو ہی تو تھا نہ تماشا نہ تماشائی تھا

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۱۵۸۔۱۵۹ ، اردو میں حمد گوئی،، ص ۱۰۰

Marfat.com

سحرؔ، اقبال بہادر ورما

علمی وادبی گھرانے میں آنکھ کھولنے والے اقبال بہادر ورما سحرؔ کے والد شیو نرائن انتہائی معزز وبا اخلاق انسان تھے۔ ورما نے ابتدائی تعلیم ۱۹۰۲ء میں مکمل کی۔ ۱۹۰۶ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے میٹرک کیا انہوں نے چند بڑے علمی وادبی کارنامے انجام دیے۔

(۱) مرخیام کی پانچ سو رباعیات کا ہندی میں ترجمہ (۲) کالی داس کے شکنتلا کا ترجمہ ۱۹۰۹ء میں ''مثنوی سحر'' کے نام سے زمانہ پریس کانپور نے شائع کیا۔

ان کی شاعری کا محور،، دنیا،، انسان،، زندگی اور محبت ہے۔ ان کی شاعری سادگی اور پرکاری کے زیور سے آراستہ ہے۔

نمونۂ کلام

خدا خود ہی ہے آپ اپنی نشانی
غلط ہے کہ اس کی نشانی نہیں ہے

ماخذ:۔ اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء ص ۲۰۸۔۲۱۰

Marfat.com

سحرؔ، کنور مہیند رسنگھ بیدی

(پیدائش......۱۹۰۹ء)

سحر، کنور مہیند رسنگھ بیدی کے ایک شعر نے مجھے ان کی شاعری کا اسیر کر دیا ایک میں ہی کیا آج یہ شعر زبان زدعام ہے۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی یارا تو نہیں
صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارا تو نہیں

سرور انبیاء آنحضرت ﷺ رحمت للعلمین بن کر ہر انسان کے لیے امن و محبت کا پیغام لائے۔ انہوں نے ہر انسان سے محبت کی۔ آج ہر انسان ان سے محبت کر رہا ہے خواہ اس کا کسی بھی مذہب سے تعلق ہو۔ سحر کنور مہیند رسنگھ بیدی نے پنجاب کے شہر ساہیوال میں آنکھ کھولی۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر فائض رہے اور اردو ادب کی آبیاری بھی کرتے رہے۔ سحر کی تصانیف میں "طلوعِ سحر" (مجموعۂ کلام) ۱۹۶۲ء میں شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکا ہے سحر کنور مہیند رسنگھ بیدی نے خوبصورت نعتوں کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نذرانۂ حمد بھی پیش کیا ہے۔

سحر کی شاعری میں جذبہ صادق، سوز و گداز اور سادگی کے عناصر موجود ہیں۔

نمونۂ کلام

دعا یادِ مولیٰ میں جس وقت مانگی
لبوں پر میرے یا مجیب آگیا ہے
اتنی سی آرزو ہے بس اے رب دو جہاں
دل میں رہے سحر کے محبت رسول ﷺ کی

ماخذ:۔ ارمغانِ نعت،، ص ۳۸۱......بہر زماں بہر زباں،، ص ۳۴۵......نوائے وقت لاہور ۱۹۸۰ء، اردو میں حمد گوئی ص ۱۰۵

Marfat.com

سرور جہان آبادی، درگا سہائے

(۱۸۷۳ء......۱۹۱۰ء)

درگا پرشاد نام، سرور تخلص، قصبہ جہاں آباد ضلع پیلی بھیت کے معزز خاندان سے تعلق تھا۔ والد ان کے پیارے لال، مشہور طبیب تھے۔ ان کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے۔ لیکن انہوں نے وہاں کی سکونت ترک کی اور جہاں آباد میں رہنے لگے تھے۔ سرور کی پیدائش ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔ والد کے زیر سایہ ابتدائی تعلیم و تربیت پائی۔ بعد میں سرکاری مدرسہ میں شریک ہوئے۔ فارسی کا درس مولوی کرامت حسین سے لیا جو عالم ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھے اور بہار تخلص کرتے تھے۔ سرور نے ابتداء میں وحشت تخلص اختیار کیا اور بہار بریلوی سے مشورہ سخن کیا۔ بعد میں تخلص تبدیل کر کے سرور رکھ لیا۔ ۱۸۹۲ء میں بہار کا انتقال ہوا تو بیان یزدان میرٹھی سے رجوع کیا۔ شعبۂ طب سے وابستہ تھے۔ انہیں علاج میں خصوصی مہارت تھی۔ ان کی زندگی حادثات اور الیوں میں گزری۔ عالم شباب میں اہلیہ نے داغ مفارقت دی جس سے ان کا دل پاش پاش ہو گیا وہ دو سالہ بچہ چھوڑ گئی تھیں نو سال کی عمر میں وہ بھی ماں سے جا ملا۔ ان حادثات نے ان کے کلیجے کو چھلنی کر دیا اور انہوں نے ۳ دسمبر ۱۹۱۰ء کو انتقال کیا۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے کلام کے مجموعہ "غمخانہ سرور" کو ادارہ "زمانہ" نے اور "جامِ سرور" کو ادارہ "ادیب" نے شائع کیا بعد میں حاجی محمد غوث نے حیدر آباد سے ایک مجموعہ "خمکدہ سرور" چھاپا تھا۔ وہ جدید شاعری کے بانیوں میں شمار کئے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ مولانا حسرت موہانی کی رائے ہے کہ ''قلیل مدت عمر میں وہ جو کچھ لکھ گئے بقائے دوام کی سند حاصل کرنے کے لئے کافی ہے''۔

سرور کا ایک خوبصورت حمدیہ بند دیکھیں۔

عقل دقیقہ رس کا دوڑا سمند برسوں
روندا کیا جہاں کا پست و بلند برسوں
ڈھونڈا کیا تجھے میں زار و نژند برسوں
بامِ فلک پہ پھینکی اڑ کر کمند برسوں
تیرا پتہ نہ پایا او لا مکان والے
سارے جہاں میں ڈھونڈا سارے جہان والے

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۵

اردو حمد ونعت پر فارسی شعری روایت کا اثر،، ص ۴۷۷

Marfat.com

☆

دل میں آنکھوں میں ترے حسن کی ہے جلوہ گری
یہ وہ شیشے ہیں کہ جن میں مئے وحدت ہے بھری

تو وہ خودبین و خود آرا کہ پس پردہ ناز
محو آئینہ تمکیں ہے تری عشوہ گری

سرور جہاں آبادی: درگا سہائے

Marfat.com

سرشار لکھنوی، رتن ناتھ

(وفات......۱۹۰۳ء)

سرشار لکھنوی کا سنِ پیدائش نہ معلوم ہو سکا جس کا افسوس ہے۔ اردو، عربی، فارسی، انگریزی زبانوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ "اودھ پنچ"، "ریاض الاخبار" میں مضامین لکھے۔ ان کا افسانہ "فسانۂ آزاد" کو اچھی خاصی شہرت ملی منشی نول کشور نے اپنے اخبار "اودھ اخبار" کی ادارت سرشار کو سونپ دی۔ سرشار نے شاعری کم کی جبکہ نثر بہت لکھی۔ اپنے وقت کا یہ نامور ادیب ۱۹۰۳ء کو دنیا سے روانہ ہوا۔

نمونۂ کلام

دولتِ علم جس نے مجھ کو دی
شکر اس رب کا خوب کرتا ہوں

☆☆☆

توبہ میری قبول ہوجائے
تجھ کو غفار بھی تو کہتے ہیں

ماخذ:۔ ماہنامہ اجالا، ص ۱۷ تا ۲۱

Marfat.com

شاؔد، مہاراجہ سر کشن پرشاد

(۱۸۶۴ء......۱۹۴۰ء)

کشن پرشاد نام تخلص شاد، حیدر آباد دکن کے رہنے والے تھے۔راجہ ٹوڈرمل کی نسل سے تھے۔اردو، فارسی اور عربی پر عبور رکھتے تھے۔تعلیمات اسلام سے کماحقہ واقف تھےان کی معاشرت، اسلامی اور حیدر آبادی کلچر کا نمونہ تھی۔وہ درویش صفت اور صوفی مجاز تھے۔حضور رسول اکرم اور خواجہ معین الدین نظامی سے خاصی عقیدت رکھتے تھے۔علامہ اقبال کے مخلصین میں شمار ہوتا تھا۔باہم طویل عرصہ مراسلت ہوء جو شائع ہو چکی ہے اسی طرح وہ مولانا سید سلیمان ندوی اور خواجہ حسن نظامیؒ سے بھی تعلق خاص تھا۔وہ شاعری میں حضرت داغ کے شاگرد تھے۔ان کے انتقال کے بعد قلندر علی شاہ ترکی سے مشورہ سخن کیا۔ان کی یادگار متعدد شعری و نثری تصانیف میں ان میں خمکدہ ءرحمت، کلام پرشاد، پریم درپن اور رباعیات شاد قابل ذکر ہیں۔خمکدہ ٔان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔شاد ریاست حیدر آباد میں منصب مدار االہامی پر (۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۲ء) فائز رہے۔ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق تحریر کرتے ہیں کہ شاد کو شاعری کا شوق ابتدا ہی سے رہا۔ان کے یہاں شعراء اور اہل علم حضرات کی محفلیں ہمیشہ گرم رہتیں۔امیؔر، جلیؔل، ظہیؔر، سرشاؔر، فانؔی، ہوشؔ، ثاقب صغیر وغیرہ ان کے مصاحبین رہے۔شاد کا پہلا مجموعہ نعت ،،ہدیہ شاد،، ۱۳۳۶ھ میں طبع ہوا۔حافظ جلیل حسن جلیل نے تاریخ طبع کے کئی قطعات لکھے۔شاؔد کی شاعری میں والہانہ پن اور سرشاری کی کفیات موجود ہیں۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۵

Marfat.com

☆

اس نے کہا کعبہ ترا میں نے کہا چہرہ ترا
اس نے کہا چہرہ ترا میں نے کہا جلوہ ترا
اس نے کہا جینا ترا میں نے کہا ہستی تری
اس نے کہا مرنا ترا میں نے کہا پردہ ترا
اس نے کہا کیا کام ہے میں نے کہا ہر وقت دید
اس نے کہا کیا شغل ہے میں نے کہا سودا ترا
اس نے کہا مقصد ترا میں نے کہا ہے تو ہی تو
اس نے کہا قسمت تری میں نے کہا منشا ترا
اس نے کہا خدمت تری میں نے کہا ہے بندگی
اس نے کہا کیا نام ہے میں نے کہا بندہ ترا
اس نے کہا وہ کون تھا خلوت میں خواہان وصال
میں نے کہا وہ "شادؔ" تھا عاشق ترا شیدا ترا

Marfat.com

☆

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جل جلالہ
نہیں تجھ سا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی ہے
ترے نام پر دل و جاں فدا تری شان جل جلالہ

تو مذل ہے تو ہی سمیع ہے تو بصیر ہے تو قدیر ہے
تو ہے داد رس تو ہے کبریا تری شان جل جلالہ

تو لطیف ہے تو خبیر ہے تو حلیم ہے تو عظیم ہے
تری حمد مجھ سے ہو کب ادا تری شان جل جلالہ

تو غفور ہے تو شکور ہے تو نصیر ہے تو کبیر ہے
تو حمید بھی ہے مرے خدا تری شان جل جلالہ

تو ہے دادخواہوں کا دادرس ترا فضل ورحم وکرم ہے بس
میں ہوں بندہ تو ہے مرا خدا تری شان جل جلالہ

تو حفیظ ہے تو مقیت ہے تو حسیب ہے تو جلیل ہے
تو علیم ہے تو ہے کبریا تری شان جل جلالہ

Marfat.com

ترا ذرہ ذرہ میں نور ہے ترے نور ہی کا ظہور ہے
تو ہی تو ہے کچھ نہیں ماسوا تری شان جل جلالہ
برے وقت میں میرے کام آ یہی شاد کی ہے بس التجا
اسے ہے تو تیرا ہی آسرا تری شان جل جلالہ

☆☆☆☆☆

خدا کو جانتا ہوں دل سے واحد
کہ وحدت سے نہیں انکار دیکھو

بادۂ خم خانہ توحید کا مے نوش ہوں
چور ہوں مستی میں ایسا بے خود و مدہوش ہوں

میں عشق میں سرشار رہا کرتا ہوں
شغل ہے بادہ توحید کا ہردم اپنا

کشن پرشاد شاد

Marfat.com

☆

جو تمنا ہے مرے دل کو دکھا دے یارب
مژدۂ راحت جاں جلد سنادے یارب

ہاں بس اب بادۂ توحید عطا کر مجھ کو
جلوہ ہر رنگ میں تو اپنا دکھا دے یارب

یہ دعا ہے کہ اگر بادِ صبا آج آئے
کچھ نویدِ طرب آمیز سنادے یارب

تا بکے بادشما کے یہ رہیں گے جھگڑے
خواب غفلت سے ہمیں جلد جگادے یارب

نا خدا تیرے سوا کوئی نہیں ہے اپنا
بحرِ عصیاں سے ہمیں پار لگادے یارب

ہے تمنّا کہ مدینے کی زیارت کرلوں
اپنے محبوب کا تو روضہ دکھادے یارب

زندگی ہی میں چکھا دے مئے توحید ہمیں
بے کلی دل کی جو ہے اس کو بجھا دے یارب

Marfat.com

تابشِ مہر قیامت کی ہمیں تاب نہیں
دامنِ احمد مرسل کی ہوا دے یارب

دین و دنیا میں کہیں ہو نہ مری رسوائی
عیب جتنے ہیں مرے ان کو چھپا دے یارب

موت کے آنے کا کچھ خوف نہیں ہے مجھ کو
تو مدینے میں اگر حکم قضا دے یارب

مرضِ ہجر کا بیمار ہے مدت سے یہ شاد
داروئے وصل محمد سے شفا دے یارب

شاد، کشن پرشاد

Marfat.com

شاداںؔ، چندولال

(۱۷۶۶ء......۱۸۴۵ء)

چندولال نام، شاداں تخلص، راجہ مدل چند کے پوتے اور اے نرائن داس کے بیٹے، عام طور پر مہاراجہ چندولال کہلاتے ہیں۔ راجہ ٹوڈرمل کی نسل سے تعلق تھا۔ ان کے بزرگوں نے حیدرآباد دکن میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت وہیں ہوئی۔ نواب ناصر الدولہ نے "راجہ راجا بان" کے خطاب سے نوازا۔ شاداں روسائے ریاست میں شمار ہوتے۔ نہایت سخی اور غریب پرور تھے ان کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ریاست اور بیرون ریاست میں حیدرآباد کو "چندولال کا حیدرآباد" کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بے شمار فارسی اور اردو شعراء کی سرپرستی کی۔ اردو کی پہلی صاحب دیوان مشاعرہ مہ لقابائی چندا ان کی معاصر تھی اور وہ اس کے بڑے قدرداں تھے۔ شاداں اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے ان کے اردو میں دو اور فارسی میں ایک دیوان ہے۔ "عشرت کدہ آفاق" ان کی خود نوشت سوانح عمری ہے۔ آپ کی شاعری قابل توجہ ہے۔ آپ نے اخلاقیات کا دامن کبھی نہ چھوڑا، شاداں کی حمد و نعت میں عقیدت و محبت کی فراوانی موجود ہے۔

ماخذ:۔ "اذانِ دیر" ص ۱۷۷

Marfat.com

☆

رحمت کا ہے صاحب وہ کرم کا صاحب
کہتے ہیں اسے لوح و قلم کا صاحب
شاداں تجھے کیا کام تعصب سے بھلا
ہے ایک جو وہ دیر و حرم کا صاحب

☆☆☆☆☆

لکھا گیا جو روز ازل مٹ نہیں سکتا
کیا وصف لکھے کوئی بھلا لوح و قلم کا
خالق نے کیا احمد و حیدر کو شہنشاہ
ہر ایک ہے سرتاج عرب اور عجم کا
شاداں ہوں اسی واسطے میں صبح سے تا شام
بندہ کو بھروسا ہے ترے فضل و کرم کا

☆☆☆☆☆

ذکر تیرا تھا یہاں غیر کا مذکور تھا
تو ہی تھا مدنظر دوسرا منظور نہ تھا

Marfat.com

دیکھ محفل میں ہر اک آنکھ جھپک جاتی تھی
تیرا ہی نور تھا وہ اور کوئی نور نہ تھا
انبیا ہوں کہ ملک سب ہیں یہاں درماندہ
کرتے کیا حمد و ثنا تیری کہ مقدور نہ تھا
دیکھ کر آیۂ قرآں کو ہوئی آگاہی
ہم تو سمجھے تھے تجھے دور پہ تو دور نہ تھا
مثل خورشید کے چھایا تھا اسی کا جلوہ
کوئی جا ایسی نہیں تھی کہ وہ مشہور نہ تھا
تو جو دستور نکالا سو وہی ہے دستور
وہ کیا تو ہی نے دستور جو دستور نہ تھا

☆☆☆☆☆

دل سے ہوں دائم فدا اس صاحب مقدور کا
اک جہاں مشتاق ہے جس ناظر و منظور کا
ہر بہانے رزق دیتا ہے وہ ہر ہر فرد کو
ہے وہ رازق آدم حیوان و مار و مور کا

Marfat.com

کیوں نہ ہو مشہور عالم ہو جو مقبول خدا
عاشقوں میں کس طرح سے ذکر ہے منصور کا
نحن اقرب کہہ گئے قرآں کی آیت جبرئیل
ہے تری نزدیکی ثابت دور اندیشہ دور کا

☆☆☆☆☆

جس نے نہ اسے جانا پھر اس نے ہے کیا جانا
بس وہ ہی موحد ہے جو ایک خدا جانا
ہوتا ہے یقیں جس کو پھر اس کو گماں جانا
ہم کو ہے یقین اس کا سب جس کو گماں جانا
اس کے ہی کرم سے جب آنکھوں سے اٹھا پردہ
پردے میں نہاں تھا وہ ہم نے ہے عیاں جانا

☆☆☆☆☆

مقدور ہے کسے تری قدرت کو پاسکے
دونوں جہاں میں نور نہ تیرا سما سکے
ذرّہ کب آگے مہر کے منہ کو دکھا سکے
میدانِ عشق میں نہ کبھی غیر آسکے

Marfat.com

خورشید و ماہ پھرتے ہیں فرماں سے روز و شب
بے حکم تیرے باد نہ پتا ہلا سکے

داتا تو ایک اور ترے سب ہیں مانگتا
گر تو نہ دے تو کون کسی کو دلا سکے

شاداں کا قول ہے یہی اے خالق جہاں
بندے کو کون تیرا سا صاحب ملا سکے

چندو لال شاداں

Marfat.com

شاکر میرٹھی، پیارے لال

اردو فارسی، انگریزی زبانوں پر عبور رکھنے والے پیارے لال، شاکر میرٹھی نے شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر طبع آزمائی کی لیکن ان کا خاص میدان نظم تھا جس میں ان کی فکر رسا نے خوب جوہر دکھائے۔ انہوں نے منشی دیا نرائن نگم کے مشہور زمانہ رسالہ ''زمانہ کانپور'' میں نائب مدیر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ شاکر میرٹھی نے حمد بھی کہی ان کی حمدیہ کلام میں شہود کے تصورات بھی موجود اور شاعر کو خورشید درخشاں میں رب کائنات کا نور بھی دکھائی دے رہا ہے۔

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۱۷۲۔۱۷۳

اذان دیر ،، ص ۸۷

Marfat.com

☆

پردے میں، تو اک نمود کی ہے تصویر
اور غیب میں اک شہود کی ہے تصویر
ہوتا نہ اگر تو تو نہ ہوتی دنیا
یہ دہر تیرے وجود کی ہے تصویر

☆☆☆☆☆

خورشید درخشاں میں جھلک تیری ہے
اور گوہرِ لامع میں للک تیری ہے
ہیں کون و مکاں نور سے تیرے پرنور
ہر ذرّہ تاباں میں چمک تیری ہے

(شاکر میرٹھی، پیارے لال)

Marfat.com

شاؔیاں، منشی طوطارام

(۱۲۹۰ھ)

منشی طوطارام شایاں غالباً ۱۲۰۰ھ کے اوائل میں پیدا ہوئے شایاں کی مثنویوں میں ''پرکالہ آتش طلسمِ شایاں'' اور مہابھارت کا آغاز ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سے ہوتا ہے۔ منشی طوطارام شایاں ۱۲۹۰ھ کو دنیا سے کوچ کر گئے۔ شایاں کے حمدیہ کلام میں صنائع بدائع کے ساتھ ساتھ صنعت پروردگار کا ذکر نمایاں ہے۔

ماخذ:۔ اردو میں حمد گوئی ،، ص ۷۲

اذانِ دیر ،، ص ۸۸۔۸۹

Marfat.com

☆

دکھائے ورق تختۂ گل کا رنگ
صریرِ قلم بانگ بلبل کا رنگ
ہمارے سخن کے کھلیں بال و پر
لکھوں وصف فرماندۂ بحر و بر
علیم و خبیر و سمیع و بصیر
کریم و رحیم و غفور و قدیر
دکھائی خدائی وہ قدرت کی شان
کہ مٹی کے پتلے کو بخشی ہے جان
لب و چشم و رخسار و بینی و گوش
جگر سر دل و جان حلقوم و دوش
بنایا سراپا میں ہر عضو خوب
نہیں اوس کی صنعت میں دخلِ عیوب
جو ہے خاک سے چرخ تک جلوہ گر
وہ سب ہے ان آنکھوں کے پیش نظر

Marfat.com

نہیں کچھ سماعت پہ دار و مدار
جو آنکھوں نے دیکھا وہ ہے آشکار
جو صنعت ہے جو علم ہے جو ہنر
ہوئے چشم و انگشت سے جلوہ گر
عطا کی وہ مٹی کو عقل و تمیز
ہوئی شکل یوسف جو ہر دل عزیز
ضیاء بخش رخسار و خورشید و ماہ
جلا ساز رنگ سفید و سیاہ
کئے برج گردوں پر آراستہ
نئی صورتوں سے ہیں پیراستہ

شایاں تو تارام

Marfat.com

☆

ہو کس سے حمد یارو اوس خدا کی
کہ جس نے عرش اور کرسی بنا کی
کیا ماٹی کو یوں قدرت سے باہم
ستوں بن کر دیئے افلاک قائم
ہوا اور آب و گل آتش ملا کر
وزن اونکا کیا اربع عناصر
پھر اون چاروں سے وہ پتلا بنایا
کہ جس میں بھید قدرت کا سمایا
اوسی پتلے کو وہ باتیں سوجھائیں
فرشتوں نے بھی جو ہرگز نہ پائیں
ہزاروں مر گئے اس جستجو میں
نہ پایا بھید اوس کا پر کسو میں
زمیں سے آسماں تک اوڑ کے جاوے
جگہ اوسکی حقیقت کی نہ پاوے
کہاں کا تو ہے اور میں ہوں کہاں کا
وہی مالک ہے دوجہاں کا

شاہان تو تارام

Marfat.com

☆

شہنشاہوں کو دیتا ہے گدائی
گدا کو بخشتا ہے بادشائی
خدا کو یاد کر اے پتلہ خاک
بنایا جس نے تجھ کو ایسا چالاک
بغیر از پر تجھے ایسا اوڑایا
فرشتوں نے بھی وہ رتبہ نہ پایا

☆☆☆☆☆

ہے اوس کی ذات کا جلوہ ابد سے
وہی آگاہ ہے ہر نیک و بد سے
پس از حمد و ثنائے احمد پاک
ہے جس کو سرِّ یزدانی میں ادراک
شروع کرتا ہوں احوال شگن میں
نہیں ہوں گر چہ کچھ موزوں سخن میں

شایاں تو تارام

(بحوالہ رسالہ شگنی مدسومہ لولوئے ازینب)

Marfat.com

شرمآ، اندر جیت شرما

(۱۸۹۳ء......۱۹۴۶ء)

اندر جیت شرما نام، شرما تخلص، کھر کھودہ ضلع میرٹھ کے معزز برہمن خاندان سے تعلق تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی ۱۹۲۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایک اسکول میں پندرہ سال تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد ہیڈ ماسٹر ہو گئے تھے۔ شاعری میں ندرت میرٹھی (مولانا شعیب احمد) کے شاگرد تھے انہوں نے تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن نظم گوئی پر ان کی توجہ زیادہ تھی۔ وہ اپنی نظموں کی وجہ سے ہی مشہور اور مقبول ہوئے۔ ان کا کلام اس دور کے مقتدر اردو رسائل میں شائع ہوتا تھا ان کے کلام کے دو مجموعے ''نیرنگ نظرف'' (۱۹۳۰ء) اور ''جلوہ زار'' (۱۹۳۲ء) میں شائع ہو چکے ہیں۔ تمام اصناف میں شاعری چنانچہ حمد و نعت بھی لکھیں شرما کی حمد میں بندگی کی ترنگ اور مناجات کا سلیقہ و قرینہ بیان کیا گیا ہے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۸

Marfat.com

☆

مجھے تیری آرزو ہے
مجھے تیری جستجو ہے
میرے سر میں تیری بو ہے
میرے دل میں تو ہی تو ہے
مری حسرتوں کے مالک
مری الفتوں کے مالک

مری محفلوں کی تزئیں
دل غمزدہ کی تسکیں
ہے تجھی سے صبر و تمکیں
مجھے دکھ نہ ہائے غمگیں
مری چاہتیں ہیں تجھ سے
مری راحتیں ہے تجھ سے

Marfat.com

کسی چال میں نہ آؤں
نہ فریب دہر کھاؤں
میں جدھر نظر اٹھاؤں
تجھے بے نقاب پاؤں
مجھے راز داں بنا دے
مجھے راہ حق دکھا دے

شرما میرٹھی (اندر جیت شرما)

Marfat.com

شعلہ، دوارکا داس

(پیدائش......۱۹۱۰ء)

مذہبی رواداری اور انسانیت ان کے اندر کوٹ کوٹ کے بھری تھی۔ والد رام نرائن شہر کے معتبر شخصیت تھے۔ شعلہ کو بچپن سے ہی شاعری نے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔

شعلہ کو حفیظ جالندھری سے فیض تلمذ حاصل تھا۔ وہ علامہ کیفی سے بھی عقیدت رکھتے ان کا کلام معروف رسائل و جرائد میں چھپتا رہتا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں لاہور کو چھوڑا اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ ان کا کلام سادگی اور پرکاری کا نمونہ ہے۔

شعلہ کا مجموعہ کلام،، شعلہ زار،، ۱۹۶۲ء میں چھپا

نمونۂ کلام

بگیا تیری ہے پھول تیرے ہیں
دھوپ چھاؤں ببول تیرے ہیں
چاند سورج جو وقت سے نکلیں
کتنے پیارے اصول تیرے ہیں

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء،، ص ۱۸۱۔ ماہنامہ الفت،، ص ۷

اذانِ دیر،، ص ۱۴۸

Marfat.com

شعلہ، منشی بنواری لال

(۱۸۴۵ء.....۱۹۰۴ء)

شعلہ منشی بنواری لال سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ شعلہ نے فارسی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایل ایل بی بھی کیا۔ وکالت کے ساتھ ساتھ شاعری بھی ہوتی رہی۔ غالب کے شاگرد منشی بال مکند بے صبر کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔ ان کا شمار اس دور کے معروف شعراء میں ہوتا تھا زبان و بیان پر قدرت رکھنے والے شعلہ نے نظمیں، غزلیں، رباعیات کے علاوہ مذہبی شاعری بھی کی۔ ان کی شاعری میں الفاظ کی نشست و برخاست کے ساتھ ساتھ اعلیٰ قدروں کے رنگ نمایاں ہیں۔

نمونۂ کلام

رام بھی تو ، بھگوان بھی تو
یہ بھی سچ ایمان بھی تو
مشکل میں جب آتا ہوں
کرتا ہے احسان بھی تو
شعلہ پر ہو ابرِ کرم
پورا کر ارمان بھی تو

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر: ندو شعراء ،، ص ۴۴

سہ ماہی مہتاب، جالندھر ۱۹۳۵ء ،، ص ۱۵۔۱۶

Marfat.com

شفقؔ، کنج بہاری لال

کئی تذکرے نظر سے گذرے لیکن شفقؔ، کنج بہاری لال اوران کے استاد مجبورؔ جلالوی، منشی چھبرمل کی تاریخ پیدائش و وفات نہ مل سکی، مجبورجلالوی کی دوخوبصورت حمدیں ''اذان دیر'' میں شائع ہو چکی ہیں جبکہ شفقؔ کے صرف دو حمدیہ اشعار ہی دستیاب ہوئے جو کہ ''اذانِ دیر'' میں موجود ہیں۔ شفقؔ کے حمدیہ اشعار سے ان کی شاعری کے معیار اوران کی عقیدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نمونہ کلام:۔

ہوں ثنا خواں ذاتِ پاکِ ایزدِ سبحان کا
مدِّ بسم اللہ ہے مطلع مرے دیوان کا
جا بجا جو سورہ الحمد کی تفسیر ہے
ہے مرا دیوان گویا ترجمہ قرآن کا

ماخذ:۔ اذانِ دیر ،، ص ۱۶۴۔۱۵۴

Marfat.com

شفیق، لچھمی نرائن رائے

(۱۱۵۸ھ......۱۲۱۵ھ)

پروفیسر شفقت رضوی نے اپنے مضمون ''ذکر خدا غیر مسلم شعراء کے کلام میں'' تحریر کیا ہے کہ شفیق، لچھمی نرائن رائے ۱۱۵۸ھ کو اورنگ آباد میں پیدا ئے ہوئے۔اور ۱۲۱۵ھ کو انتقال کر گئے۔ حسّان الہند علامہ میر غلام علی، آزاد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے۔تصانیف، اثر آصفی،، اثر حیدری،، تذکرہ گل،، مراۃ الہند،، شامل ہیں۔شفیق کی حمدیہ شاعری کے بارے میں کیا عرض کروں چند شعر پیش خدمت ہے جس سے آپ ان کی عقیدت و محبت اور فکر رسا کا اندازہ بخوبی کر سکتے ہیں۔

نمونۂ کلام ۔

تو نطق کی قدر سے شناسا ہی نہیں
ذکرِ حق میں زباں جو گویا ہی نہیں

ماخذ:۔ ''جہانِ حمد'' کتابی سلسلہ کراچی شمارہ نمبر ۲
''اذانِ دیر'' ص ۱۴۴

Marfat.com

شمیم کرہلوی، دیا شنکر

(۱۸۹۵ء.....۱۹۵۴ء)

دیا شنکر نام، شمیم تخلص، والد بابو ہزاری لال ضلع مین پوری کے کائستھ زمیندار تھے۔ شمیم دھرم نگر پور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے نانا بابو مکٹ بہاری لال کی نگرانی میں مکمل کی۔ ۱۹۲۵ء میں وکالت کا امتحان پاس کر کے اس پیشہ سے منسلک ہو گئے۔ ان کے نانا ادبی ذوق کے مالک اور شاعر بھی تھے انہیں کے زیر اثر شمیم نے شاعری شروع کی ''مدح شمیم'' کے نام سے ان کا کلام شائع ہو چکا ہے۔ شمیم کی حمدیہ شاعری جہاں ایک طرف اللہ رب العزت کی عبودیت کا اقرار ہے۔ وہیں دوسری طرف وہ وحدت الوجود کی بات کر رہا ہے شمیم کی شاعری عام قاری کے لیے کوئی مسئلہ کھڑا نہیں کرتی۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۷۹

Marfat.com

☆

سرائے جہاں میں جہاں دیکھتا ہوں
جمال رخِ جانِ جاں دیکھتا ہوں
ترا حسنِ وحدت بکثرت عیاں ہے
بہر قطرہ دریا رواں دیکھتا ہوں
جدھر دیکھتا ہوں بچشم بصیرت
تجلی جانِ جہاں دیکھتا ہوں
قوافل چلے جارہے ہیں مگر میں
غبارِ رہ کارواں دیکھتا ہوں
شمیم آج پھر اپنی بزمِ سخن میں
بہ حیرت سخن سنجیاں دیکھتا ہوں

شمیم کرہلوی دیا شنکر سکسینہ

Marfat.com

شمیمؔ فرخ آبادی، سردار شیر سنگھ

(۱۸۷۰ء......۱۹۵۵ء)

مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی کے شاگرد عزیز شیمم فرخ آبادی ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے دیگر شاعری کے علاوہ حمد و نعت بھی کہی۔ اللہ کی وحدانیت پر ایمان اور رسولِ آخر آنحضرت ﷺ سے اتنی عقیدت کہ گماں ہو کہ یہ تو مسلمان ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ ہندو شعراء آخری وقت میں مسلمان ہو گئے ہوں۔ شمیم کی سرور انبیاء سے عقیدت دیکھئے۔

رواں ہوں جانب کوئے مدینہ
دکھا دے اے خدا روئے محمد ﷺ
جنہیں ہو دیکھنا نورِ الٰہی
وہ دیکھیں جلوۂ روئے محمد ﷺ

شمیم کی حمد و نعت میں عقیدت و محبت کا بھرپور اظہار بھی ہے اور ایسی خوش بیانی جو قلب کو مسحور کر دے۔ دنیائے حمد و نعت میں رنگ و نکہت بکھیرنے والا شمیم فرخ آبادی ۱۹۵۵ء کو اس دنیا سے انتقال کر گیا۔

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں ،، ص ۳۹۸

Marfat.com

☆

خداوندا بیاں کیا ہوں ترے اوصاف انساں سے
فرشتے بھی نہیں واقف ترے اسرار پنہاں سے
ترا شہرہ ہے عالم میں حجابِ جلوہ ساماں سے
کہ ہر ذرّے میں ہے تو اور نہاں ہے چشمِ عریاں سے
نہیں شمس و قمر تنہا علم بردارِ تابانی
بہت سیّار و ثابت ہیں مہ و مہر درخشاں سے
ریاضِ رہروانِ حق خبر دیتا ہے عالم کو
کہ ہٹتے ہیں خس و خاشاک کیوں کر راہ عرفاں سے
شریف اس واسطے مشغول درس پاک رہتے ہیں
نشان راہ عرفاں ڈھونڈتے ہیں شمعِ ایماں سے

(شمیم فرخ آبادی، سردار شیر سنگھ)

Marfat.com

صادق، دیبی پرشاد

اردو، فارسی پر دسترس رکھنے والے دیبی پرشاد تنقید کے حوالے سے بہت مشہور تھے۔ منیر شکوہ آبادی کو کلام دکھانے لگے تھے۔ طالب صدیقی نے تحریر کیا ہے کہ تقریباً سو برس کی عمر پا کر ۱۹۲۱ء میں انتقال ہوا۔ طالب نے دیبی پرشاد کے بارے میں کچھ تفصیل نہیں لکھی ہے۔ جبکہ پروفیسر شفقت رضوی نے دیبی پرشاد کی سنِ پیدائش ۱۸۴۱ء لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دیبی پرشاد بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ واللہ عالم یہ کون سے دیبی پرشاد تھے۔ دیبی پرشاد ایک کھرے نقاد اور کہنہ مشق شاعر تھے۔

نمونۂ کلام

زینتِ عنواں ہے مضموں عالمِ توحید کا
مطلعِ دیواں نہ کیوں مطلع بنے خورشید کا
دیر میں ہے وہ نہ کعبے میں ہے اور ہے سب کہیں
طالب نظارہ کو گر ہے سلیقہ دید کا

ماخذ:۔ ''اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء،، ص ۱۰۱
''اردو میں حمد گوئی،، ص ۹۰
''اردو حمد و نعت پر فارسی روایت کا اثر'' ص ۴۷۷

Marfat.com

ضیاء، ہریش چندر

(۱۹۰۷ء......۱۹۹۱ء)

ہریش چندر رضا نے ایک معزز خاندان میں آنکھ کھولی۔ الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ اے اردو ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں ۱۹۳۰ء میں وکالت شروع کی حضرت نوح ناروی کے شاگرد رشید سکھدیو پرشاد بسمل الہ آبادی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ بسمل کے انتقال پر جانشین بسمل کہلائے۔

نمونۂ کلام

شان اعلیٰ ہے اس کی یکتا ہے
خود تماشائی خود تماشا ہے

☆

یہی شان بندگی ہے یہی طرز بندگی ہے
جھکے ایک بار سر جب نہ اٹھے پھر آستاں سے

ماخذ: تذکرہ شعرائے رائے بریلی ،، ص ۱۱۳، ۱۱۴

Marfat.com

طالب بنارسی، نائک پرشاد

(پیدائش......۱۹۲۲ء)

طالب بنارسی بنارس میں پیدا ہوئے۔خوش طبیعت اور پختہ ذہن کے مالک تھے۔ راسخ دہلوی کے حلقۂ تلامذہ میں شمولیت اختیار کی۔انتہائی زود گو تھے۔ان کی پسندیدہ صنف نظم تھی انہوں نے فکر انگیز اور اصلاحی نظمیں کہیں۔ان کا کلام لکھنؤ، دہلی، لاہور، کے ممتاز وسائل میں چھپتا رہا ہے۔وہ اردو، عربی اور فارسی پر دسترس رکھتے تھے ان کی کئی نظمیں میری نظر سے گزر رہی مثلاً "ماں کی جہالت"، "آفتابِ علم" قابل ذکر ہیں۔

پہلی نظم میں وہ تقریباً سو برس قبل عورت کی تعلیم و تربیت کی جانب اشارہ کرر ہے ہیں کہ کسی دانشور نے کہا تھا کہ تم مجھے بہترین ماں دے دو میں تمھیں عمدہ معاشرہ دے دوں گا۔ دوسری نظم میں انہوں نے علم کی اہمت پر بھرپور روشنی ڈالی ہے طالب بنارسی کی نظمیں پڑھنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک پرگو، پراثر اور پختہ کار شاعر تھے۔ پروفیسر شفقت رضوی نے سنِ وفات ۱۹۲۲ء اور طالب صدیقی نے ۱۹۱۴ء تحریر کی ہے۔ میں نے پروفیسر شفقت رضوی نے کی تحقیق کو درست جانتے ہوئے۔طالب بنارسی کی سنِ وفات ۱۹۲۲ء ہی تحریر کی پروفیسر شفقت رضوی کے بارے میں ایک مرتبہ مجھ سے نامور محقق مشفق خواجہ نے کہا تھا کہ عصر حاضر میں باریک بینی سے تحقیق کرنے والے اب چند ایک ہی رہ گئے ہیں۔جن میں ایک نام پروفیسر شفقت رضوی کا بھی شامل ہے۔

ماخذ:۔اردو میں حمد گوئی،ص ۷۸ ...... اردو زبان کے قابل ذکر شعرا،ص ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۱

Marfat.com

☆

ان کی شہ رگ سے تو قریں ہے
دیتے ہیں پتا جو دور کا

☆☆☆

ہو علم با عمل تو نرالی ترنگ آئے
عرفانِ ایزدی کی بشر کو امنگ آئے

☆☆☆

روشن ہوا جہاں میں جب آفتابِ علم
جب کھول دی دبیرِ ازل نے کتابِ علم
مفتوح ہوگیا جو زمانے پہ بابِ علم
قدرت نے جب کیا دلِ انساں منابِ علم
حسنِ پری کا ایک مرقع جمالِ علم
اللہ کے وصال کا زینہ وصالِ علم
لے جائے راہِ راست پر وہ رہنما ہے علم
اللہ جانتا ہے کہ راہِ خدا ہے علم

طالب بنارسی،، نائک پرشاد

Marfat.com

عاشقؔ، مہاراجہ کلیان سنگھ

(۱۱۶۵ھ......۱۲۳۷ھ)

عاشقؔ،، مہاراجہ کلیان سنگھ کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہ کر سکا ممتاز محقق و ادیب پروفیسر شفقت رضوی نے عاشقؔ کی سنِ پیدائش ۱۱۶۵ھ اور سنِ وفات ۱۲۳۷ھ لکھی ہے۔ عاشقؔ کے دو اشعار پیش کر رہا ہوں۔ حمدیہ کلام میں ان کا موضوع سخن اللہ رب العزت کے جلوے، کلیم اللہ اور طور ہیں۔

نمونۂ کلام ؎

اللہ کی حمد لکھ رہا ہوں
مداحِ رسول کبریا ہوں

☆☆☆

عاشق ہوں دل سے پنج تن کا
وصاف حسین و حسن کا

☆☆☆

لا ساقی پلا شراب توحید
ہو جائے ہمارے گھر میں بھی عید

☆☆☆

ہوا تیرے جلوے سے بے خود کلیم
کیا اس نے اس شعلہ سے خوف و بیم

☆☆☆

دم وصل موسیٰ ہوا بے خبر
تجلی سے تیری گرا طور بھی

ماخذ:۔ اردو میں حمد گوئی ،، ص ۸۱

Marfat.com

☆

ہوا تیرے جلوے سے بے خود کلیم
کیا اس نے اس شعلہ سے خوف و بیم
دم وصل موسیٰ ہوا بے خبر
تجلّی سے تیری گرا طور پر

اللہ کی حمد لکھ رہا ہوں
مدّاحِ رسولؐ کبریا ہوں
عاشق ہوں میں دل سے پنج تن کا
وصاف حسینؑ اور حسن کا
لا ساقی پلا شرابِ توحید
ہوجائے ہمارے گھر میں بھی عید

(عاشقؔ، مہاراجہ کلیان سنگھ)

Marfat.com

عرشؔ ملسیانی، پنڈت بال مکند

(۱۹۰۸ء......)

جوشؔ ملسیانی کے فرزندار جمند پنڈت بال مکند، عرش ملسیانی ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے فارسی، اردو پر عبور حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ بڑے باپ کے بڑے بیٹے کو شاعری کا شوق بچپن سے تھا غزل کے میدان میں انہوں نے اپنے لیے جگہ بنائی۔ ان کی شاعری میں جدیدیت کے ساتھ ساتھ روایت کی پاسداری بھی نمایاں ہے ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاق کے ایک خط کے جواب میں عرش ملسیانی لکھتے ہیں کہ ہندو پاک کے مشاعرو میں شرکت کی۔ ریڈیو پر بے شمار تقریریں، ڈرامے اور فیچر شر ہوئے۔ ادبی مجلوں کی صدارت کی طبیعت زیادہ نمائش کی قائل نہیں۔ اردو میرا اوڑھنا بچھونا ہے اور اسی کے لیے زندگی وقف کررکھی ہے۔ عرش ملسیانی نے حمد ونعت بھی کہی ان کا مجموعہ نعت ''آہنگِ حجاز'' ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ عرش ملسیانی کو اللہ کی رحمت پر ناز ہے اسی لئے ان کا لہجہ کبھی کبھی شکوہ کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

نمونۂ کلام ؎

ناز اگر ہے تو تیری رحمت پر
اپنے عصیاں پہ مجھ کو ناز نہیں
اک فقط مظلوم کا نالہ رسا ہوتا نہیں
اے خدا دنیا میں تیری ورنہ کیا ہوتا نہیں

ماخذ:۔ اردو میں نعتیہ شاعری، ص ۶۳۰۔۶۳۲ اذانِ دیر، ص ۱۵۲۔۱۵۶

Marfat.com

فراق گورکھپوری، رگھوپتی سہائے

(۱۸۹۶ء......۱۹۸۲ء)

نامور نقاد، محقق، ادیب وشاعر فراق گورکھپوری بیسویں صدی کی ایک عظیم قلمکار تھے بارہ تیرہ برس کی عمر سے شعر گوئی کا آغاز کر دیا تھا۔ انتہائی ذہین تھے کالج اور یونیورسٹی میں ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ ان کی شاعری حیات وکائنات کا گہرا مطالعہ کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ اردو نظم کے حوالے سے نظیر اکبر آبادی، سودا، انیس، اقبال، حالی، اختر شیرانی، جوش کے بعد فراق گورکھپوری نے اس سلسلے کو خاطر خواہ آگے بڑھایا۔ اللہ رب العزت اور سرورِ انبیاء آنحضرت ﷺ سے فراق کی عقیدت ومحبت کا اظہار ان کی حمد ونعت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کی حمد میں وحدت الوجود کے ساتھ ساتھ ربّ کائنات کی رحمت وعظمت کا ذکر ملتا ہے۔

نمونۂ کلام

نظر آیا مجھے ہر رنگ میں تیرا ہی ظہور
میں نے ہر شے میں تری جلوہ نمائی دیکھی

......☆......

تیری رحمت پہ بڑا ناز مجھے ہے یارب
میری دنیا ترے اذکار سے منوّر ہے

......☆......

بھینی بھینی وہ بوئے خوش ہے کہ سبحان اللہ
برگ برگ ان کا وہ دلکش ہے کہ سبحان اللہ

Marfat.com

کبیر، بھگت کبیر

کبیر ہندی کے مشہور اور مقبول شاعر گزرے ہیں وہ توحید کے قائل تھے اپنے کلام میں ''خدا ہر جگہ موجود ہے'' اور ''وہ رگ جاں سے زیادہ قریب ہے'' کو موضوع کلام بنا کر جو اشعار کہے ہیں ان کا جگن ناتھ آزاد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

Marfat.com

☆

اے مجھ کو تلاش کرنے والے

میں ترے قریب ہوں یہیں ہوں
تیری رگِ جاں سے بھی قریں ہوں
مندر میں نہیں قیام میرا
مسجد میں نہیں مقام میرا
کعبہ نہیں میرا آستانہ
کیلاش نہیں میرا ہے ٹھکانہ
رسموں میں گھرا ہوا نہیں میں
پردوں میں چھپا ہوا نہیں میں
میں تیرے قریب ہوں یہیں ہوں
تیری رگِ جاں سے بھی قریں ہوں

(اقتباس)

(کبیر، بھگت کبیر)

(ترجمہ، جگن ناتھ آزاد)

Marfat.com

۶

کوثری، دلورام

(۱۸۳۹ء......۱۹۳۴ء)

دلورام نام، کوثر تخلص، ضلع حصار (پنجاب) کے قصبہ نانڈری میں پورنماشی شدہ پوہ سمت ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ اپنی برادری کے پہلے فرد تھے جو جہالت اور قدامت پرستی کے ماحول سے نکل کر جدید تعلیم اور روشن خیالی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ رفیق الدین اشفاق نے ان کا بیان نقل کیا ہے "میں پہلا بشنوی ہوں جس نے سب سے پہلے اپنی قوم میں تعلیم پائی۔ انٹرنس میں پڑھتا تھا کہ شوق شاعری نے دل میں گدگدی کی کہ اسی کا ہو رہا۔ والد نے کوشش کر کے لاہور میں ایک ڈاکٹرز کالج میں داخل کروایا۔ وہاں لفظ "مسیحا" کے سوا کچھ نہ سیکھ سکا۔ کالج چھوڑ کر غزل گوئی میں مصروف ہوا اور مشاعرہ میں جانے لگا"۔ کوثری نے کسی مستند استاد سخن سے رموز فن نہیں سیکھے۔ صرف اپنے وجدان کی بنا پر شاعری کی ڈاکٹر مناظر احسن گانوی نے اس بارے میں ان کا بیان تحریر کیا ہے کہ "میں نے علما سے فن شعر، علم عروض اور فارسی لٹریچر برسوں پڑھا ہے مگر شاعری میں کسی کو استاد نہیں مانا"۔ کوثری کو اسلام اور ذات رسالت سے بڑی ارادت تھی انہوں نے حمد، نعت، منقبت، سلام اور دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی۔ مسدس کوثری (۱۹۰۳ء) میں دیباچہ نگار غلام (لاہور) ان کے رجحانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اس وقت ایک شخص مسمی دلورام جو بڑا پکا اور متعصب ہندو ہے اور لاہور میں وٹرنری کالج میں داخل ہوا تھا اور کبھی کبھی مجلس عزا میں بھی شریک ہوا کرتا تھا ایک روز اس شخص نے ایک جلوہ نور دیکھا کہ کالج چھوڑ کر ہمہ تن مداحی چہاردہ معصومین علیہم السلام میں مصروف ہو گیا حالانکہ شاعر بھی نہ تھا اور ملہم غیبی کی ہدایت کے موافق اپنا تخلص

Marfat.com

کوثری رکھا۔ اس شخص سے ہر چند پوچھا جاتا ہے مگر اپنا راز بالکل ظاہر نہیں کرتا بہ فضل خدا کسی کی پروا نہیں کرتا۔ اچھی اچھی ملازمتیں ملتی ہیں مگر نہیں کی''۔ کوثری نے عمر زندگی کا بڑا حصہ سیاحت میں گزارا۔ حیدر آباد (دکن)، بھوپال، رامپور، بھاولپور، میسور، پٹیالہ اور دیگر ریاستوں میں جاتے تھے ان کے کلام کی وجہ سے ان کا ہر جگہ خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ ممتاز حسین نے کتاب ''خیر البشر کے حضور میں'' کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ ''آخر عمر میں کوثر علی کوثری ہو گئے تھے۔ مگر ہندو رہے جب بھی اور مسلمان ہوئے جب بھی ان کی ساری عمر مدح رسول میں گزری''۔ کوثری کا انتقال ۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ہوا اور وہ میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے۔ ان کی تصانیف میں آبِ کوثر، بزمِ کوثری، بشارت انجیل، مسدس کوثری کے علاوہ ایک غیر منقوطہ نعت کا مجموعہ شامل ہیں۔ زبان و بیان پر دسترس رکھنے والے دلورام کوثری نے اپنے حمدیہ کلام میں حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام۔

حضرت خضر علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت یوسف علیہ السلام۔ اور آخر میں خاتم النبین آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح کوثری کا یہ جداگانہ انداز اور الفاظ کی نشست و برخاست بھی لاجواب ہے۔ یقیناً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دلورام کوثری ایک صاحب طرز شاعر تھا۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۰۸۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱

Marfat.com

☆

خدا نے کئے جب یہ تقسیم رتبے
تو یوں سب کو پھر قدر دانی میں رکھا

کہ آدم معززِ ملائک بنا کر
انہیں جنتِ جاودانی میں رکھا

بڑی عمر نوحؑ نبی کو عطا کی
سلامت جو طوفاں سے پانی میں رکھا

خضر کو دیا چشمۂ آبِ حیواں
براہیمؑ کو باغبانی میں رکھا

دیا حسن بے مثل یوسفؑ کو اس نے
سلیمانؑ کو حکمرانی میں رکھا

دم زندگی بخش عیسیٰ کو بخشا
تو موسیٰ کو خوش لن ترانی میں رکھا

مرے منہ سے منظور تھی نعتِ احمد ﷺ
مجھے فرد رطب اللسانی میں رکھا

کوثری دلورام

Marfat.com

کشور، منشی نند کشور

(م.....۱۸۵۶ء)

نند کشور نام، کشور تخلص، منشی گنیش رائے کے فرزند قصبہ بسوان ضلع سیتا پور کے رہنے والے، فارسی کی تعلیم کی تکمیل کی تھی۔ تدریس کے پیشہ سے منسلک رہے بہرائچ میں ایک اسکول کے صدر مدرس رہے۔ وہ اردو کے وصیح الکلام اور پر گو شاعر تھے۔ لیکن شاگرد کسی کے نہ تھے۔ مثنوی، یوسف زلیخا، ان کی یادگار تصنیف ہے جس کی ابتدا حمد اور نعت سے کی ہے۔ کشور کی حمدیہ شاعری قاری کو متوجہ کرتی ہے۔ انہوں نے ایک جدت اور منفرد پیرائے میں حمدیہ کلام کہا ہے۔ کشور بلاشبہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۸۰

Marfat.com

☆

ادب سے ہو قلم اس وقت چالاک
کہ ہے منظور حمدِ ایزدِ پاک
بیاں ہو کب بشر سے حمد رب کی
زباں عاجز یہاں ہوتی ہے سب کی
یہی بہتر اسے برحق سمجھ کر
ہر اک ساعت پہ دل سجدے کیا کر
ترے محبوبِ خاص اے میرے سرمد
شفیع خلق نام ان کا محمد ﷺ
شہِ اقلیم شاہِ دوسرا ہیں
شفیع المذنبیں روزِ جزا ہیں

منشی نند کشور

Marfat.com

کیفی دہلوی دتاریہ۔ پنڈت برجموہن

(۱۸۶۶ء......۱۹۵۵ء)

کیفی دہلوی دتاریہ کنہیالال کے گھر ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا سایہ بچپن میں سر سے اٹھ گیا۔ محنت اور لگن سے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ آگے جا کے عربی، فارسی، اردو سنکرت اور ہندی زبانوں پر بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی کے تلامذہ میں شامل تھے۔ صف اول کے تنقید نگار اور شاعری میں منفرد مقام کے مالک تھے۔ کیفی کا مجموعہ کلام ''واردات'' شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکا ہے۔ کیفی کی دیگر تصانیف کچھ اس طرح ہیں۔ خم خانہ کیفی، منشورات، پریم ترگنی، آئینہ ہند، خمسہ کیفی، توزک قیصری کیفیہ، شوکت ہند، جگ بیتی، مراۃ خیال، عورت اور اس کی تعلیم، پریم دیوی، مراری دادا، لاج دلاری، نہتا راجہ، ناگزیر قیل وقال، طالب صدیقی تحریر کرتے ہیں کہ کیفی کا پنجاب میں ایک مدت قیام رہا۔ علم وادب اور شعر وسخن سے پنجاب کی بہت سی شخصیات کو سیراب کیا تقسیم ملک کے نتیجہ میں لاہور چھوڑنے پر مجبور ہو کر واپس دہلی چلے گئے۔

اس نابغۂ روزگار شخصیت کا انتقال ۱۹۵۵ء کو ہوا۔ نمونۂ کلام

تھی بعثتِ محمودِ خداوند کو منظور
تھا • پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا

☆☆☆

فرطِ سوزِ الفت میں دیکھ کر سکوں دل کا
بجلیا مچلتی ہیں بادلوں کے محشر میں

☆☆☆

ہوں وہ رند یا صوفی ، مست اس کی دھن میں ہیں
جانے کتنے میخانے بھر دیے ہیں کوثر میں

ماخذ:۔ اردو زبان کے قابلِ ذکر ہندو شعراء، ص ۱۵۳۔۱۵۴ ارمغانِ نعت، ص ۳۷۶

Marfat.com

لطف، گرونرائن

(۱۸۶۵ء.....۱۹۴۴ء)

منشی گرونرائن لطف پرانی تہذیب کے دلدادہ وضع قطع کے اعلیٰ انسان تھے۔ پیشہ قانون تھا۔ گفتگو میں سنجیدگی تھی رائے بریلی سے تعلق تھا کلام میں کیف ووارفتگی کا عنصر پایا جاتا ہے۔

نمونۂ کلام

دریا میں روانی بھی تیرے ہی کرم سے ہے
ہر صبح سہانی بھی تیرے ہی کرم سے ہے
میں شکر کروں تیرا ہر سانس میں اے مولا
یہ میری جوانی بھی تیرے ہی کرم سے ہے
میں نام ترا لے کر کرتا ہوں مجلّہ دل
آنکھوں میں جو پانی ہے تیرے ہی کرم سے ہے

تذکرہ شعرائے رائے بریلی،، ص ۳۲

ماخذ:۔ ''سویرا'' سہ ماہی۔ کلکتہ ۱۹۶۱ء ص ۵۳

Marfat.com

محرّوم، تلوک چند

(۱۸۸۷ء......۱۹۶۵ء)

تلوک چند نام، محروم تخلص، بھگت دیال کے فرزند، گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ گریجویٹ ہونے کے بعد انگلش ٹیچر کی حیثیت سے پیشہ ورانہ مصروفیات کا آغاز کیا ۱۹۴۴ء میں گورڈن کالج راولپنڈی میں پروفیسر ہوگئے۔ تقسیم ہند کے بعد بھارت چلے گئے اور پنجاب یونیورسٹی کیمپس کالج میں پڑھانے لگے۔ محروم دور جدید کے ممتاز نظم گوشاعر تھے کاروان وطن، گنج معانی اور شعلہ نوا ان کے کلام کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر اور وحدت باری تعالیٰ کے قائل تھے ان کے مجموعے "گنج معانی" کا ایک حصہ وحدت کے اظہار پر مشتمل ہے اس حوالہ سے ان کی نظمیں زمزہ توحید، ترانہ وحدت، تو ہی تو ہے، یہ کس کے جلوے ہیں سارے، راز ہستی سرور ازلی، قابلِ ذکر ہیں۔ تلوک چند کا شمار ان کے دور کے نمایا شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی حمد یہ شاری پر وحدت الوجود کا اثر غالب ہے محروم کی شاعری: بانِ دل کی شاعری ہے۔

ماخذ:- "اذانِ دیر" ص ۱۱۵-۱۸۲

☆

ہر ذرّہ میں ہے ظہور تیرا
ہے برق و شرر میں نور تیرا
افسانہ ترا جہاں تہاں ہے
چرچا ہے قریب و دور تیرا
ہر ذرّہ خاک میں ہے لمعہ
مخصوص نہیں ہے طور تیرا
محتاج شراب و جام کب ہے
جس دل کو ہوا سرور تیرا
گاتے ہیں شجر ہوا میں کیا کیا
دم بھرتے ہیں سب طیور تیرا
تو جلوہ فگن کہاں نہیں ہے
وہ جا نہیں تو جہاں نہیں ہے

محروم تلوک چند

Marfat.com

☆

نہ دل میں وہ ہنگامہ آرزو ہے
نہ آنکھوں میں بیتابی جستجو ہے
نہ لب پر غمِ ہجر کی گفتگو ہے
نہ وحشت نہ وہ شورشِ ہاؤہو ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

مہ و مہر کی جلوہ سامانیوں میں
طیور سحر کی نوا خوانیوں میں
فضائے چمن کی گل افشانیوں میں
ہواؤں میں خشکی میں اور پانیوں میں

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

Marfat.com

شجر میں حجر میں گل و خار میں تو
گلستاں میں تو برگ اور بار میں تو
بیاباں و صحرا و گل زار میں تو
عیاں وادی و دشت و کہسار میں تو

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

جدھر دیکھتا ہوں تجھے دیکھتا ہوں
نظر حسن جاں بخش پر تیرے مفتوں
سر خاک و بالائے ایوان گردوں
بصد جلوہ ظاہر تری ذات بے چوں

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

محرومؔ تلوک چند

Marfat.com

☆

ہے نظارہ محو حیرت اس جہاں میں تو ہی تو ہے
کہیں آب وگل میں تو ہے کہیں گل میں رنگ و بو ہے

مہ و مہر میں درخشاں تو نجوم میں ہے تاباں
ترا نور ہر طرف ہے تیرا جلوہ چار سو ہے

دلِ سنگ میں شرر تو تو فلک پہ ہے قمر تو
ہے زمیں پہ جلوہ گر تو سرِ آسماں بھی تو ہے

تو ہی بحر میں رواں ہے تو نسیم میں نہاں ہے
تو یہاں نہیں وہاں ہے یہ فضول گفتگو ہے

ترے شوق میں بہائے ہیں چمن نے اشکِ شبنم
تو اسی سے اس کی رونق ہے اسی سے آبرو ہے

ترے عشق میں ہوا ہے گلِ تر جو چاک داماں
تو اسی سے اس چمن میں وہ بہت شگفتہ رو ہے

وہ کرشمہ اب دکھا دے کہ رہے مری زباں پر
مجھے تیری آرزو ہے مجھے تیری آرزو ہے

محروم تلوک چند

Marfat.com

☆

زمزمۂ توحید

یہ سبزہ و گل یہ زمیں
یہ غنچہ یہ عرشِ بریں
یہ آفتابِ آتشیں
یہ نجم یہ ماہِ مبیں
مظہر تری قدرت کے ہیں
شاہد تری صنعت کے ہیں
اے صانعِ ارض و سما

تاباں جو یہ اجرام ہیں
روشن جو یہ اجسام ہیں
مینائے آتش فام ہیں
قدرت کے رنگین جام ہیں
ان سب میں ہے نورِ ازل
اے خالق صد عزّ و جل
پرتو فگن جلوہ نما

Marfat.com

کہسار و دشت و بحر و بر
ارض و سما شمس و قمر
ہستیٔ بے بودِ بشر
اک اک شجر اک اک حجر

تیرے سوا فانی ہیں سب
اے کردگار روز و شب
ہے اک فقط تجھ کو بقا

یہ جنبشِ بادِ رواں
یہ شوخیٔ آبِ رواں
یہ نکہتِ عنبر فشاں
یہ طائرانِ نغمہ زن

اک اک میں قدرت ہے تری
کثرت میں وحدت ہے تری
خلاق بے چون و چرا

Marfat.com

ہر سنگ میں تو ہے شرر
ہر رنگ میں ہے جلوہ گر
ذروں میں تنویرِ سحر
تاروں کے جھرمٹ میں قمر

آنکھوں میں تو ہے دل میں تو
لیلیٰ ہے ہر محفل میں تو
ہر شے میں جلوہ ہے ترا

تو رنگِ افروزِ چمن
تو جلوۂ سرو سمن
تو رونقِ بزمِ کہن
تو زیبِ شمعِ انجمن

اف رے خود آرائی تری
اے شانِ یکتائی تری
آئینۂ وحدت نما

Marfat.com

خلاقِ بے پایاں ہے تو
آسائشِ دوراں ہے تو
ہر درد کا درماں ہے تو
یعنی شکیبِ جاں ہے تو

اے چارہ ساز اے چارہ گر
اے چارۂ دردِ جگر
اے درد مندوں کی دوا

اے عفوِ بخششِ عاصیاں
اے دستگیرِ بے کساں
رحمت ہے تیری بادباں
شفقت ہے ساحل کا نشاں

تیرا کرم بادِ صبا
ہر کشتیِ کمزور کا
طوفاں میں تو ہے ناخدا

Marfat.com

اے مرجع شاہ و گدا
اے خلق کے حاجت روا
اے گمرہوں کے رہنما
اے ناتوانوں کے عصا

اے مونسِ رنج و الم
چارہ گرِ بیمارِ غم

ہستی میں اک طوفاں ہے تو
ہر موج میں پنہاں ہے تو
اک قلزمِ جو شاں ہے تو
اک بحرِ بے پایاں ہے تو

مبدائے سر جوشِ عطا
تیری نہیں کچھ ابتدا
تیری نہیں کچھ انتہا

تلوک چند محروم

Marfat.com

مہرؔ، سورج نرائن

(۱۸۶۰ء......۱۹۳۳ء)

سورج نرائن مہر کی نظم ''رمزِ عرفان'' کو خاصی مقبولیت حاصل ہوئی۔ نوجوانی میں ایک قومی نظم لکھی اس نظم نے اہلِ سخن کو اپنی طرف متوجہ کیا مہر کو فارسی، اردو، انگریزی اور سنسکرت پر عبور حاصل تھا۔ مہر نے یادگار نظمیں کہیں۔ خواجہ محمد شفیع دہلوی اور مولانا اسمٰعیل میرٹھی کے بعد مہر کا نام نظموں کے حوالے سے معتبر مانا جاتا ہے۔ غزل کے میدان میں بھی ان کی شاعری زندگی کے حسن کو بیان کرتے ہوئے لطیف احساسات و مشاہدات کا احساس دلاتی ہے۔ اردو کا شاید کوئی شاعر ہو جس نے حمد و نعت نہ کہی ہو۔ مہر کی نظم ''رمزِ عرفان'' کا آغاز بھی حمد باری تعالیٰ سے ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کیوں اللہ رب العزت کے دیدار کی آرزو کروں میں کیوں اس کی جستجو کروں، کیوں کہ میرا رب تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس کے جلوے تو کو بکو موجود ہیں۔ مہر کی کہی ہوئی حمد کے مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے میرے خیال میں وہ آخری وقت میں غالباً مسلمان ہو گئے ہوں۔

نہ دل مہرؔ کا جستجو میں حزیں ہے
کہ شہ رگ سے بھی تو مرے رب قریں ہے

ماخذ:۔ اذانِ دیر، ص ۱۳۴۔۱۵۹

اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء، ص ۱۶۰۔۱۶۳

Marfat.com

☆

غلط ہے کہ دیدار کی آرزو ہے
غلط ہے کہ مجھ کو تری جستجو ہے
ترا جلوہ اے جلوہ گر کو بکو ہے
حضوری ہے ہر وقت تو روبرو ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ہر اک گل میں بو ہو کے تو ہی بسا ہے
صدا ہائے بلبل میں تیری نوا ہے
چمن فیضِ قدرت سے تیری ہرا ہے
بہارِ گلستاں میں جلوہ ترا ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

Marfat.com

حسینوں میں جو حسن و ناز و ادا ہے
تو عشاق میں عشق وصل و صفا ہے
مجاز و حقیقت میں جلوہ ترا ہے
جہاں جایئے ایک تو رونما ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

نہ دل مہر کا جستجو میں حزیں ہے
کہ شہ رگ سے بھی تو زیادہ قریں ہے
غلط نام و صورت حجاب آفریں ہے
مگر آنکھ سے پھر بھی پردہ نہیں ہے

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

مہر سورج نارائن

Marfat.com

مدہوش، سنت پرشاد

(پیدائش......۱۹۰۶ء)

کائستھ گرانے میں پیدا ہونے والے سنت پرشاد مدہوش نے الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے اور آگرہ یونیورسٹی سے ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ شرافت اور انسانیت کے پیکر تھے۔ عربی، فارسی، سنسکرت زبانوں پر عبور تھا۔ مولانا روم، حافظ شیرازی، گرونانک اور کالی داس ان کے پسندیدہ شاعر تھے۔ ان کا رجحان تصوف کی جانب تھا ممتاز نقاد و شاعر فراق گورکھ پوری تحریر کرتے ہیں کہ سنت پرشاد مدہوش نے اپنی وسیع العلمی کے حصول زر کا وسیلہ نہیں بنایا ورنہ ان جیسی علمی سطع کا شخص بہت کچھ دولت کمانے میں کامیاب ہوسکتا تھا۔ انہوں نے علم کو آگہی حاصل کرنے۔ ذہن کو جلا دینے اور آگہی کی دولت بانٹنے کے لیے حاصل کیا۔ اور یہی وہ تمام عمر کرتے رہے۔ وہ بڑے عالی کردار، بے غرض، بے تعصب، اور وسیع المشرب شخص تھے۔ ایسے لوگ دنیا میں بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔

نمونۂ کلام

تم تو مدہوش یہ دعا مانگو
مانگو اللہ کی رضا مانگو

☆☆☆

کیا بتائیں تمہیں کہ کیا ہیں ہم
مرکزِ جلوۂ خدا ہیں ہم

ماخذ:۔ اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء، ص ۱۷۶، ۱۷۹ ...... ماہنامہ "آجکل" ڈھاکہ ص ۲۳

ملّا، آنند نرائن

(پیدائش......۱۹۰۱ء)

ملّا آنند نرائن کی سنِ پیدائش ۱۹۰۱ ہے وہ جگت نرائن ملّا کے گھر لکھنؤ میں پیدا ہوئے ایم اے اور ایل ایل بی کے امتحانات میں اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ وہ الہ آباد ہائی کورٹ کے جج کے عہدے پر فائض ہوئے۔ ملّا نے کسی شاعر سے اصلاح نہیں لی بلکہ انہوں نے اپنی شاعری میں خود ہی نکھار پیدا کیا۔ ان کا مجموعہ کلام ''جوئے شیر'' ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ ان کی حمدیہ شاعری میں اقبال کا عکس محسوس ہوتا ہے۔

نمونۂ کلام ؎

رحمت تجھے کرنی ہے تو شایان کرم کر
دینا ہے تو یوں دے کہ امیدوں سے سوا ہو

☆☆☆

کرم پر نہ ہو ناز اہل کرم کو
کہ ہے دینے والا خدا ہر کسی کو

☆☆☆

تری ہستی سے منکر ہوتے جاتے ہیں جہاں والے
سنبھال اپنی خدائی کو ذرا اے آسماں والے

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۵۸

Marfat.com

منظرؔ، کے۔ مدنا

(پیدائش......۱۹۲۰ء)

منظرؔ، کے۔ مدنا کا ایک خوبصورت شعر جس نے مجھے ایک عرصہ تک اپنے حصار میں رکھا۔

خدائے دو جہاں جس پر ہوا شیدا وہی جانے
وہ کیا انداز ہوگا کیا ادائے دلبری ہوگی

یہ شعر ''اذانِ دیر'' میں منظر کے نام اور سنِ پیدائش کے ساتھ صفحہ ۱۶۴ پر موجود ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں کہ متقدمین میں حمد کہنے کا رجحان بہت کم تھا ایک رسم تھی کہ ایک حمد وگرنہ صرف ایک قطعہ یا ایک رباعی یا پھر ایک شعر ہی کہہ لیتے تھے یہی وجہ ہے کہ اردو حمد یہ ادب میں حمد بہت کم اور نعت نسبتاً زیادہ کہی گئی چناں چہ منظرؔ، کے۔ مدنا کے چند ایک ہی حمد یہ اشعار ملتے ہیں۔ منظر کی حمد و نعت میں والہانہ پن کے ساتھ ساتھ فکر و عمل کی لہریں اپنی حدود کے اندر نظر آتی ہیں۔ نور احمد میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ منظرؔ کے مدنا کرناٹک کے ضلع گلبرگہ کے مقام تماپور میں پیدا ہوئے ایم بی بی ایس (عثمانیہ) اور ایف۔ سی۔ جی۔ پی۔ (بھارت) ہیں منظر کو کئی زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔ آپ کے پانچ شعری مجموعے بالترتیب ''عرفان سخن''، ''آئینۂ عرفان''، ''حسنِ عرفان'' اور منظر بہ منظر، شائع ہو چکے ہیں آپ کو سرکاری طور انعام سے بھی نوازا گیا۔

نمونۂ کلام

خدا خود میزباں ٹھہرا حبیب پاک کا اپنے
تو پھر قدرت نے اس کی میزبانی کیا نہ کی ہوگی
خدا اس کا ہے اور ساری خدائی بھی اس کی ہے
محمد ہوگئے جس کے پھر اس کو کیا کمی ہوگی

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں،، ص ۵۶۸۔۵۶۹ اذانِ دیر ،، ص ۱۶۴

Marfat.com

منوّر لکھنوی، یشیشور پرشاد

(۱۸۹۷ء......۱۹۷۰ء)

اردو کے ابتدائی دور سے لے کر ۱۹۷۰ء تک یہ روایت قائم رہی کہ غزل، مثنوی اور مرثیے کا آغاز حمد و نعت سے کیا جاتا اور یہ ضروری نہیں حمد و نعت طویل ہو کہیں کہیں تو حمد و نعت کا ایک ایک شعر بھی ملتا ہے لیکن منوّر لکھنوی کی طویل حمدیں بھی نظر سے گزری ہیں۔ یشیشور ناتھ منور ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے ۱۹۷۰ء میں دنیائے فانی کو خیر آباد کہا۔ منور کی دو نظمیں ''خدا کا ہاتھ اور نعرۂ توحید'' مقبولیت کے درجے پر فائز ہوئیں منور کی حمدیہ شاعری میں حسنِ بیاں کی نیرنگیاں بھی ہیں اور پروازِ فکر کی تابانیاں بھی وہ اپنے قاری کو دعوت فکر و نظر دیتے ہوئے گویا ہیں۔

مہہ پر نور ہوں میں مہرِ درخشاں ہوں میں
ذرّہ ذرّہ میں ضیا بن کے نمایاں ہوں میں
چپے چپے پہ عیاں جوش نمو مجھ سے ہے
چمن دہر کے ہر پھول میں بو مجھ سے ہے

الغرض منورا پنے دور کے کامیاب شاعر ہیں ان کا حمدیہ کلام ہمیں ان کی یاد دلاتا رہے گا۔

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں ،، ص ۵۷۰

اذانِ دیر ،، ص ۱۳۰

Marfat.com

☆

مہہِ پر نور ہوں میں مہر درخشاں ہوں میں
ذرہ ذرہ میں ضیا بن کے نمایاں ہوں میں
چپے چپے پہ عیاں جوش نمو مجھ سے ہے
چمنِ دہر کے ہر پھول میں بو مجھ سے ہے
جلوہ زا خندۂ گلریز سحر میں ہوں میں
رونما حسن تجلیٔ شرر میں ہوں میں
جو حسینوں میں ادا ہے وہ ادا ہے میری
پردۂ حسنِ دل آرا میں ضیا ہے میری
رند ہوں ساغر و مے ساقی و مینا ہوں میں
دیکھتی ہے جسے دنیا وہ تماشا ہوں میں
شمع سوزاں بھی ہوں پروانۂ محفل بھی ہوں میں
میں مسافر ہوں مسافر کی منازل بھی ہوں میں
میزباں ہوں میں کہیں اور کہیں مہماں ہوں میں
یونہی ہر چیز میں ہر سمت نمایاں ہوں میں

Marfat.com

سرمایہ عطا کیا ہے سب کچھ تو نے
بخشا مجھے اے خدا ہے سب کچھ تو نے
پھیلاؤں ہاتھ کیا کسی کے آگے
بے مانگے ہی جب دیا ہے سب کچھ تو نے

کچھ دخل نہیں کسی کا اس میں غافل
جو کچھ کرتا ہے سب خدا کرتا ہے

حیف اس پہ جو قائل تری قدرت کا نہیں
حیف اس پہ جو قابل تری الفت کا نہیں
قسمت ہی خراب ہے الٰہی اس کی
طالب تجھ سے جو تری رحمت کا نہیں

Marfat.com

مانا جلوہ انہیں دکھایا ہوگا
مانا موسیٰؑ کو غش بھی آیا ہوگا
میرے لئے کب زمانہ آئے گا وہ
جب آنکھوں میں تو ہی تو سمایا ہوگا

......☆......

آؤں گا یہاں کبھی وہاں جاؤں گا
لے جائے گا تو مجھ کو جہاں جاؤں گا
ہے کون جگہ جہاں نہیں تو موجود
میں تجھ سے جدا رہ کے کہاں جاؤں گا

......☆......

دل میں مرے یارب جو ہو مسکن تیرا
آنکھوں میں بھی ہو جلوۂ روشن تیرا
غافل نہ رہوں یاد سے دم بھر تیری
چھوٹے نہ کبھی ہاتھ سے دامن تیرا

منور۔یمشورناتھ

مینکؔ، کے۔ کے سنگھ

کے۔ کے سنگھ نام، مینکؔ تخلص، متھرا میں پیدا ہوئے۔ اردو اور ہندی کے معروف شاعر ہیں حضرت صوفی بسمل نقشبندی کے تربیت میں رہے اس لئے جس توجہ سے بھجن لکھے ہیں اسی جذبہ اخلاص و عقیدت سے حمد، نعت، سلام، منقبت بھی لکھتے رہے ہیں۔ اردو اور ہندی کلام کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں ''کچھ گیت انام کے'' ''جذبہ عشق'' مینک کی غزلیں، مینک کی شاعری اور جنون کے علاوہ نعتوں کا مجموعہ ''سمت کاشی سے چلا'' شامل ہیں۔

نمونہ کلام ؂

درد کی، اے خدا دوا دے دے
مستقل تو مجھے شفا دے دے
حمد زیبا ہے میرے مالک کو
کوئی، گھر گھر میں یہ صدا دے دے

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۸۳

Marfat.com

نانک، گورونانک جی

(۱۴۶۹ء......۱۵۳۹ء)

بابا گرونانک جی قصبہ تلومنڈی میں ۱۴۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ گرونانک کا کلام کتاب گرنتھ صاحب میں موجود ہے۔ بابا گرونانک جی نے حمد ونعت بھی کہی۔ بابا گرونانک نے زندگی بھر انسانیت کا درس دیا۔ بابا صاحب نے دنیائے فانی کو ۱۵۳۹ء میں خیر باد کہا۔

نمونۂ کلام ؎

ساس ماس سب جبو ہے تیرا تو ہے کھرا پیار
نانک شاعر یوں کہے ہے سچا پروردگار

ماخذ:۔ "اذانِ دیر" ص ۱۳۷۔۱۸۳

Marfat.com

نہالؔ چند لاہوری

نہال چند کا آبائی شہر دہلی تھا۔ لاہور میں سکونت کی وجہ سے لاہوری کہلائے۔ ۱۸۰۰ء میں فورٹ ولیم کالج سے وابستگی، جان گلکرسٹ کے ایماں پر ہوئی آپ کی تصنیف ''گل بکاؤلی'' کو حد درجہ شہرت حاصل ہوئی یہ کتاب پہلے فارسی میں چھپی۔ ۱۸۰۳ء میں اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی متقدمین میں شخصی قصیدہ گوئی برائے منعفت کا روگ پایا جاتا تھا۔ چناں چہ نہال چند نے بھی جان گلکرسٹ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا۔ قصیدے کے کچھ اشعار پر ایسا گماں ہوتا ہے کہ جیسے کسی خدا کی تعریف ہو رہی ہے (معاذ اللہ)۔

نہال چند اپنے حقیقی خدا سے اس طرح ملتجی ہیں۔ نمونہ کلام ؎

غرض جس طرح سے کیا ان کو شاد
ہماری بھی دے یا الٰہی مراد

☆☆☆

جھک کے ساقی یہ دعا دیتے ہیں دینے والے
یا الٰہی رہیں آباد پلانے والے

☆☆☆

قدرت نے دی ہے روشنی جس کو دماغ کی
ہوتی نہیں ہے ان کی ضرورت چراغ کی

ماخذ:۔ تاریخ زبان وارد وادب،، ص ۲۷۳..... اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء،، ص ۵۲۔۵۳

Marfat.com

نسیم لکھنوی، دیا شنکر

(۱۸۱۱ء......۱۸۴۵ء)

دیا شنکر نام، نسیم تخلص، والد ان کے گنگا پرشاد تھے۔ دبستان لکھنو کے اہم شاعر مانے جاتے تھے۔ خواجہ حیدر بخش آتش کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتا تھا۔ یوں تو دیگر اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی تھی لیکن ان کی شہرت مثنوی ''گلزارِ نسیم'' کی وجہ سے جسے اہلِ لکھنو میر حسن کی مثنوی سحر البیان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اکثر اہلِ علم نے ہر دو کا موازنہ کیا ہے کسی نے سحر البیان کو فوقیت دی ہے کسی نے گلزارِ نسیم کو۔ ان کی شاعری لکھنو کے مخصوص انداز کی نکھری ہوئی شکل ہے۔ جوہر دیوبندی نے اپنے تذکرہ ''مدح گنگ'' میں لکھا ہے کہ نسیم نے ترک مذہب کیا اور اسلام قبول کر لیا تھا۔

حیدر بخش آتش کے شاگرد نسیم لکھنوی نے استاد کے نام روشن کر کے اپنا صف اول کے شعرا میں درج کرا لیا۔ نسیم نے حمد یہ شاعری میں ایمان افروز شگوفہ کاری کے جوہر دکھائے میں نسیم کا حمد یہ کلام اپنے اندر بھرپور تاثیر رکھتا ہے۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۴۰۔۱۸۵

Marfat.com

☆

ہر اک مقام میں ہے جلوہ خدائے غفور
کسی جگہ وہ نمایاں کسی جگہ مستور
اسی کے حسن سے تاباں ہوئے ہیں شمس و قمر
اسی کے نور سے روشن ہوا ہے شعلۂ طور
اسی کے حسن سے گلشن ہے غیرتِ فردوس
اسی کے فیض سے ہر گل ہے رشکِ حور و قصور
اسی کی شان کرم کا ہے یہ کرشمہ خاص
گناہ گار بھی رحمت پہ ہوگیا مغرور
اسی کے میکدۂ خاص کا ہے یہ احساں
ہر ایک آنکھ میں ہے بادۂ طرب کا سرور
اسی کے حسن عنایت سے ہے جہاں آباد
اسی کے جلوۂ رحمت سے ہے خلا معمور
غرض وہ روح مجرد ہر ایک جسم میں ہے
ہر ایک ذرے میں ہے اس بسیط کل کا ظہور
رخِ سحر کی ضیا میں بھی ہے وہ جلوہ فروز
شبِ سیاہ کی ظلمت میں بھی ہے وہ مستور

نسیم دیا شنکر۔

Marfat.com

☆

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر
حمد حق و مدحت پیمبر
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کے مطیع پنج تن ہے
ختم اس پہ ہوئی سخن پرستی
کرنا ہے زباں کو پیش دستی

نسیم دیا شنکر

Marfat.com

نسیم، لالہ فتح چند

(۱۸۹۴ء......۱۹۸۳ء)

''اذانِ دیر'' (غیر مسلم شعراء کا حمدیہ کلام) مرتب: طاہر سلطانی ۱۹۹۷ء میں ممتاز محقق پروفیسر شفقت رضوی رقمطراز ہیں کہ ''غیر مسلم شعراء نے مثنویوں کی ابتداء حمد اور اس کے بعد نعت لکھی ہے۔ بعض شعراء نے نعتیہ کلام میں بھی اس التزام کو باقی رکھا ہے۔

بعض غیر مسلم شعراء کے حمدیہ، نعتیہ کلام کے مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ حضرات مسلمان ہو گئے تھے یہی صورتحال نسیم کے کلام میں محسوس ہوتی ہے معروف محقق نور احمد میرٹھی ''بہر زماں بہر زباں'' میں نسیم فتح چند کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''وہ ۱۸۹۴ء کو ڈیرہ اسماعیل خاں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۳ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔''

نمونۂ کلام ۔

شایاں ہے حمد ایک فقط کردگار کو
اور مدح ذاتِ پاک کو عالی وقار کو

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں ،، ص ۵۹۴

Marfat.com

نذیر قیصر

نذیر قیصر مذہباً عیسائی ہیں۔ اردو اور پنجابی زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ صحافت سے تعلق تھا اردو کے کئی شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً تیری دنیا ۱۹۷۹ء آنکھیں چہرہ ہاتھ ۱۹۶۸ء گنبد خوف سے بشارت ۱۹۸۴ء۔ حمد و نعت جیسی اصناف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ''اے ہوا موذن ہو'' ۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

نذیر کی شاعری میں استعارے، کنائے اور تشبیعات کا استعمال زیادہ کیا گیا ہے۔

بہر کیف نذیر کی شاعری کی پذیرائی ہونی چاہیے۔ نذیر بھی نظریہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۳۹۔۱۸۴

Marfat.com

☆

چاہے ایک اشارا تیرا
لہر تیری ہے کنارا تیرا
کشتیاں تیری ساحل تیرے
بادباں تیرا ستارا تیرا
پھول کھلنا ہے نشانی تیری
چاند ابھرنا ہے اشارا تیرا

☆☆☆☆☆

وہی حرف حرف صدا صدا وہی لوح لوح قلم قلم
کہیں جرس گل کہیں نقش پا وہی لوح لوح قلم قلم
وہی ہست ہے وہی بود ہے وہی رنگ و بو کی نمود ہے
وہی عکس ہے وہی آئینہ وہی لوح لوح قلم قلم

Marfat.com

وہی یم ہے یم وہی جو ہے جو وہی لہر لہر کی جستجو
وہی بادباں اور وہی ہوا وہی لوح لوح قلم قلم

وہی منزلوں کا سراغ ہے وہی طاق شب میں چراغ ہے
وہی رہگزر وہی قافلہ وہی لوح لوح قلم قلم

وہی پھول ہے وہی ثمر ہے وہی امتحان میں صبر ہے
وہی شام جبر میں حوصلہ وہی لوح لوح قلم قلم

نذیر قیصر

Marfat.com

نفیس بھوپالی، تھامس جمیز بیٹسٹ

(پیدائش......۱۸۶۰ء)

اردو زبان نے بڑی تیزی سے ترقی کی یہ زبان دنیا کے ہر ملک میں بولی اور سمجھی جارہی ہے۔ ہر ملک نے اپنی یونیورسٹیوں میں شعبۂ اردو قائم کیا ہوا ہے۔ اسی زبان کی محبت میں فرانس کا ایک باشندہ آئزک بیٹسٹ ۱۸۵۴ء میں ہندوستان آیا بھوپال میں نواب سکندر جہاں بیگم کے عہد میں، پرنس آف ویلز نامی اسکول میں ہیڈ ماسٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۸۶۰ء میں آئزک کے گھر میں ایک بچے نے جنم لیا۔ بچے کا نام تھامس جیمز بیٹسٹ رکھا گیا۔ تھامس پیدا تو بھوپال میں ہوا تاہم وہ فرانسی، پرتگالی، انگریزی زبانیں بھی جانتا تھا۔ ''امی شعراء'' کے مصنف و مولف شاہ عزیز الکلام تحریر کرتے ہیں کہ تھامس نفیس بھوپالی سنِ شعور کو پہنچ کر امیر مینائی کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ استاد کی اصلاح و رہنمائی سے ان کا بھوپال کے مشاہیر شعراء میں شمار ہوتا تھا۔ جنہوں نے بھوپال کے شعر و سخن کو حیات دوام بخشی۔ تھامس مسلمانوں کے اخلاق و معاشرت سے متاثر ہو کر ۱۸۹۴ء میں مسلمان ہو گئے تھے۔ نفیس بھوپالی کی شاعری وارفتگی کا اعلیٰ نمونہ ہے ان کی شاعری میں سادگی، روانی کے ساتھ ساتھ دلکش تراکیب نمایاں ہیں۔

نمونۂ کلام

زاہد جو تجھ کو اپنی عبادت پہ ناز ہے
میں بھی گنہگار ہوں ربِّ غفور کا
مرتے ہیں اور حسنِ عمل پاس کچھ نہیں
توشہ نہیں بغل میں ارادہ ہے دور کا

ماخذ:۔ اردو کے امی شعراء،، ص ۲۴۶

Marfat.com

نیساںؔ، منشی ماتا پرشاد

(۱۸۶۰ء......۱۹۳۷ء)

منشی ماتا پرشاد نیساںؔ ۱۸۶۰ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۷ء کو دنیائے بے ثبات کو خیر باد کہا ۔ وہ بزرگان دین سے عقیدت رکھتے تھے انہوں نے ایک بزرگ کے بارے میں ایک شاندار مثنوی تصنیف کی نیساںؔ ان بزرگ سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ اس مثنوی کا آغاز مناجات سے ہوتا ہے۔ مناجات حمد کی دوسری شکل ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کا آغاز بھی اللہ ربّ العزت نے قلب کے تاروں کو چھونے والی حمد ومناجات سے کیا ہے۔ نیساںؔ کی مناجات کے مطالعے کے بعد مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ نیساں ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں فصاحت وبلاغت موجود ہے۔

ماخذ:۔ اردو میں حمد گوئی ،، ص ۱۰۰۔۱۰۱

Marfat.com

☆

الٰہی دے قلم کو وہ روانی
کہ دریا شرم سے ہو پانی پانی
جو مضمون باندھوں وہ بندش میں آجائے
سمندر میرے کوزے میں سما جائے
رسا تیرے کرم سے نارسا ہو
یہ قطرہ وہ ہو جو بحر آشنا ہو
زمین شعر میں ہو وہ بلندی
فلک بھولے خیال خود پسندی
ہوا کو باندھ کر کس کر گرہ دوں
وہی موزوں ہو جو کچھ بات کہہ دوں
گہر ریز ابر نیساں چار سو ہو
ترے فیض و کرم سے آبرو ہو

نیساں، ماتاپرشاد

Marfat.com

وفاؔ، راجہ نول رائے

(۱۱۴۰ء.....۱۱۶۳ء)

ضلع اٹاوہ (یوپی) کا نام پڑھتے اور سنتے ہی میرے دل میں کلیاں کھلنے لگتی ہیں اور کیف وسرور کی لہریں مجھے اپنی جائے پیدائش اٹاوہ کے گلی کوچوں میں اڑا لے جاتی ہیں۔ راجا نول رائے وفاؔ کا تعلق بھی اسی چھوٹے مگر خوبصورت شہر سے ہے۔اس چھوٹے سے شہر میں اسلامیہ کالج بھی واقع ہے۔ کالج کے بانی مولوی بشیر الدین مرحوم سے کون واقف نہیں۔ اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کرنے والی نامور شخصیات کے ناموں کی فہرست طویل ہے اسے ہم آئندہ کے لیے اٹھار کھتے ہیں۔ وفا اٹاوی، فوج میں نائب صوبیدار کے عہدے پر فائز تھے اس کے علاوہ وہ فہم وفراست رکھنے والے صاحب طرز شاعر بھی تھے۔ طالب صدیقی نے لکھا ہے کہ اردو شاعری کا گوہر یکتا نوجوانی میں خاک وخون کی نذر ہو گیا۔ یہ میر تقی میر سے پہلے کا شاعر ہے۔ جس کے کلام میں میر کا سا سوز وگداز موجود ہے۔ راجہ نول رائے وفا خدا گنج کے مقام پر فرخ آباد کے بنگش پٹھانوں کی فوج سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

نمونۂ کلام

حمد کرلو کبھو دعا کرلو
اپنے خامہ سے یوں وفا کرلو
مانتے جاؤ اس کی باتوں کو
مکرِ شیطاں سے تم جفا کرلو

ماخذ:۔ اردو کے قابل ذکر ہندو شعراء ،، ص ۴۰۔ وقت کی آواز ،، ۱۷

Marfat.com

ہمّت، رائے شرما

(پ......۱۹۱۹ء)

نارووال سیالکوٹ میں پیدا ہونے والے ہمت رائے شرما ہمہ جہت شخصیت ہیں سات آٹھ زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں۔نور احمد میرٹھی نے تحریر کیا ہے کہ ہمت رائے نے امرتسر سے میٹرک پاس کیا اس کے بعد کلکتہ چلے گئے۔محکمۂ اطلاعات ونشریات سے وابستہ رہے فراق گورکھ پوری نے ان کی شاعری پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ ان کی شاعری میں ایک صحت منداور تربیت یافتہ جوانی کارفرما ہے۔ان کی آواز اور طرز میں چوٹ اور درد ہے۔ان کے کلام میں خوشگوار شگفتگی ہے۔ڈاکٹر خلیق انجم کا خیال ہے کہ اگر شرما صاحب کے تمام فنی کارناموں پر نظر ڈالی جائے تو ان کی شخصیت ایسی منفرد اور ممتاز نظر آئے گی کہ کم سے کم اردو میں ایسی کوئی دوسری مثال نہیں۔نمونۂ کلام ؎

حمد باری کے بعد اے خامہ
مئے وحدت کا بھر کے لا اک جام
دل میں رکھتا ہوں ایک جذبۂ پاک
ہے مجھے احترام پاک کلام
میں آخر خدا کا بندہ ہوں
اور بندوں کا بندگی سے کام
میرے مولا! میرے خداوندا!
تیرے محبوب ﷺ کا ہوں میں بھی غلام

ماخذ:۔ بہر زماں بہر زباں،، ص ۶۲۸۔۶۲۹

ہندی، کنہیالال

کنہیالال ہندی کی ایک خوبصورت حمد ''اذانِ دیر'' میں شائع ہوئی ۱۲۹ اشعار پر مشتمل حمد، شاعر کے حسن تخیل اور فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ نور احمد میرٹھی نے تحریر کیا ہے کہ کنہیالال پنجاب کا پہلا انجینئر تھا، آخر میں ایگزیکٹو انجینئر ہو کر رائے بہادر ہوا اردو، انگریزی پر عبور تھا۔ اس کی بعض کتابوں کے نام اور موضوعات یہ ہیں یادگار ہندی (نبیوں اور اوتاروں کا تذکرہ) بندگی نامہ (نام حق کی طرز پر ایک نظم) ہندی کنہیالال کی حمد ۲۹ اشعار پر مبنی ہے۔ اور ہر شعر اپنی خوشبو اور چمک دکھا رہا ہے۔ متقدمین شعرا میں جب کسی کی دو تین حمدیں یا پھر طویل حمدیہ نظم نظر سے گزرتی ہے تو طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔
راقم الحروف تو ہمیشہ ہی یہ کہتا رہا ہے کہ۔

حمد سے کیوں یہ آج دوری ہے
یہی صنفِ سخن تو نوری ہے
صاف کہتا ہوں شاعرو سُن لو
حمد لکھنا بہت ضروری ہے

(طاہر سلطانی)

ماخذ:۔ ''اذانِ دیر'' ص ۱۲۷۔۱۲۸۔۱۲۹

بہرزماں بہرزباں ،، ص ۶۳۲ ...... حمد میری بندگی ،، ص ۱۲۸

Marfat.com

☆

بنام خداوند ملکِ جہاں
خبر گیر احوالِ خرد و کلاں
بنا نور سے جس کے شام و پگاہ
ہوا جلوہ گر جلوۂ مہر و ماہ
اسی سے ہے ارض و سما کا ظہور
اسی سے ہے صبح و مسا کا ظہور
اکیلا ہے وہ وحدہٗ لاشریک
نہیں دوسرا کوئی اس کا شریک
وہ خالق کہ ہے جس کی خلقت تمام
وہ حاکم کہ محکوم ہیں خاص و عام
وہ ستّار جو ساتر عیب ہے
وہ علّام جو عالم الغیب ہے
وہ فتاح مشکل کشائے جہاں
وہ مشکل کشا حامیٔ بندگاں
وہ وحدت کہ ثانی نہیں دوسرا
یہ کثرت کہ ہے سب میں جلوہ نما

Marfat.com

ہے سرنامہ حمد خدائے کریم
کہ ہے کردگار و غفور و رحیم
بلندی دی خسرواں ہے وہی
شہی بخش شاہنشہاں ہے وہی
کبھی دے فریدوں کو وہ دستگاہ
کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
کبھی ناتوانوں کو بخشے وہ زور
سلیماں کو گاہے کرے مثل مور
جن و دیو انسان و حور و پری
مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیے اس نے قدرت سے پیدا تمام
نہاں تھے ہوئے سو ہویدا تمام
کیا اس نے پیدا یہ بالا و پست
زبردست دنیا میں اور زیرِ دست

Marfat.com

بلند اس نے چرخ بریں کو کیا
فراخ اس نے یکسر زمیں کو کیا
عجب اس کی قدرت عجب شان ہے
عیاں اس پہ سب رازِ پنہاں ہے
پرستار اس کا ہے ہر اک مدام
کریں ذکر اس کا سبھی خاص و عام
بھرے دم حباب اس کا دریا میں ہاں
رکھے موج ذکر اس کا وردِ زباں
کیا اس نے آراستہ باغِ دہر
عنایت سے اس کی ہے دل شادِ بحر
چمن میں کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزاں سے ہوا بے نیاز
جہاندار ہے پاک پروردگار
پرستار اس کے ہیں سب تاجدار
خداوند کون و مکاں ہے وہی
نگہدار خلقِ جہاں ہے وہی

Marfat.com

دلیروں کو اس نے کیا ہے دلیر
کیا بچۂ نیر کو اس نے شیر
اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے
تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی
ضعیفوں کو دم میں وہ کردے قوی
توانا ہے وہ آپ اور زور مند
قوی ہے خداوند پست و بلند
وہ بخشے جسے عزت و افتخار
تو ہے تاب کس کی کرے پھر جو خوار
تو اے منشی اس سے ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہے حاجت روا

ہندی منشی کنہیالال

Marfat.com

کتابیات

اذانِ دیر	طاہر سلطانی	این اے پرنٹرز، کراچی	۱۹۹۷ء
اذکارِ تاج الاولیاء	قاضی امجد شاہ	تاج ٹریڈرز، کراچی	۱۹۹۴ء
اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر	ڈاکٹر عاصی کرنالی	سید اینڈ سپر، کراچی	۲۰۰۱ء
اردو زبان کے قابل ذکر ہندو شعراء	طالب صدیقی	مجلس تحقیق و تصنیف، کراچی	
اردو کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	آئینہ ادب، لاہور	۱۹۷۴ء
اردو کے مشہور اشعار	غضنفر علی خاں، معراج جامی	بزم تخلیق ادب، کراچی	۱۹۹۵ء
اردو کے یورپین شعراء	پروفیسر شفقت رضوی	المغرن پرنٹرز، کراچی	۱۹۸۱ء
اردو میں حمد گوئی	پروفیسر شفقت رضوی	احمد برادرس	۲۰۰۲ء
اردو میں نعت گوئی	ڈاکٹر ریاض مجید	حمایت اسلام پریس، لاہور	۱۹۹۰ء
اردو میں نعتیہ شاعری	ڈاکٹر رفیع الدینؒ اشفاق	باب السلام پرنٹنگ پریس، کراچی	۱۹۷۶ء
ارمغانِ نعت	شفیق بریلوی	نفیس اکیڈمی، کراچی	۱۹۷۹ء
امی شعراء	شاہ عزیز الکلام	القادر پرنٹنگ پریس، کراچی	۲۰۰۱ء
ایک عظیم و قدیم تہذیبی گہوارہ (فتح پور ہسوہ)	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	بیکن بکس روڈ، ملتان	۲۰۰۲ء
اے ہوا موذن ہو	نزیر قیصر	عہد اکیڈمی، لاہور	۱۹۹۲ء
آہنگِ حجاز	عرش ملسیانی		۱۹۹۶ء
بہر زماں بہر زباں	نور احمد میرٹھی	سہیل پریس، کراچی	۱۹۹۶ء
تاریخ زبان و ادب اردو	صغیر احمد جان	نفیس اکیڈمی، کراچی	۱۹۸۷ء
حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر	طاہر سلطانی	رحمت علی پرنٹنگ پریس	۱۹۹۹ء
حمد گو شاعرات کا اولین تذکرہ و حمدیہ کلام			
خزینۂ حمد	طاہر سلطانی	ادارہ چمنستان حمد و نعت کراچی	۱۹۹۶ء

Marfat.com

حمکدۂ رحمت	شاد کشن پرشاد	محبوب پریس، حیدرآباد، دکن ۱۹۰۷ء	
درد باقی و درد ساقی	نرسنگھ راج بہادر	سردار پریس، حیدرآباد، دکن ۱۳۴۴ھ	
رسالہ شکن موسومہ لولوئے ازغیب	شیولال		۱۱۰۲ھ
زمزمہ توحید	شاکر میرٹھی		
سمت کاشی سے چلا	مینک اکبرآبادی		
سحر حرف	ساحر ہوشیار پوری		۱۹۸۲ء
شاہ جہاں اور نور جہاں	مہاراجہ کلیان سنگھ عاشق		
شاہنامہ اردو	توتارام		۱۸۶۲ء
شعرائے رائے بریلی	رئیس بریلوی	کرشنا آرٹ ہوم ہینس روڈ بمبئی ۱۹۹۴ء	
کفر وایمان	اختری ہری چند		۱۹۶۰ء
لہو پکارے گا آستیں کا	رشی پٹیالوی		۱۹۷۶ء
مدح شیم	شیم کرہلوی		
نیرنگ فطرت	شرما میرٹھی		۱۹۳۰ء
نگارستان راحت	بھگونت رائے راحت		۱۲۸۳ھ
نقوش داغ	ساحر ہوشیار پوری	پریانہ اردو اکیڈمی	۱۹۹۴ء

☆☆☆

"سویرا" سہ ماہی کلکتہ۔ اپریل تا جون ۱۹۶۱ء ص ۵۳

ماہنامہ "آجکل" ڈھاکہ ۱۹۴۵ء ص ۲۳

ماہنامہ "اجالا" بمبئی ۱۹۳۲ء ص ۱۷ تا ۲۱

سہ ماہی "مہتاب" جالندھر ۱۹۳۵ء ص ۵۱۔۶۱

Marfat.com

مثنوی

پریم درپن	توتارام	۱۳۴۵ھ
شاہ جہاں اور نور جہاں	مہاراجہ کلیان سنگھ	
شاہ نامہ اردو	توتارام	۱۲۹۹ھ
گلزار نسیم	پنڈت دیا شنکر نسیم	
نگارستان راحت	بھگونت رائے راحت	۱۲۸۳ھ
نل دمن	بھگونت رائے راحت	۱۲۷۱ھ
یوسف زلیخا	منشی نند کشور	

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طاہر سلطانی کی تصنیفات و تالیفات

مدینے کی مہک (مجموعۂ نعت)۔ نعت میری زندگی (مجموعۂ نعت)۔ حمد میری بندگی (مجموعہ حمد)
ہر سانس پکارے صلِ علیٰ (منتخب نعتیہ کلام)۔ خزینہ حمد (حمد یہ انتخاب ۴۰۴ شعراء و شاعرات)
اذانِ دیر (غیر مسلم شعراء کا اوّلین حمد یہ انتخاب)۔ حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر
(خواتین کی حمد یہ شاعری پر مبنی اوّلین حمد یہ انتخاب)
انتخابِ مناجات (تین سو سے زائد شعراء کا مناجاتی کلام)
''اردو حمد کا ارتقاء'' (اردو حمد کا اجمالی جائزہ ۶۳۲ صفحات)
''گلشنِ حمد'' غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ (حصہ اوّل)
جہانِ حمد (اوّلین کتابی سلسلہ ۱۴ شمارے)
ارمغانِ حمد.........اُردو میں حمد کے موضوع پر اوّلین ماہنامہ (۱۵ شمارے)

(زیرِ طباعت)

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں حمد و نعت نمبر
حکیم الامت علامہ محمد اقبال حمد و نعت نمبر
صاحبِ کتاب نعت گویان کراچی (دس جلدیں)......صاحبِ نعت گویان پنجاب
حمد یہ انتخاب
۷۸۶ حمدوں پر مشتمل یادگار انتخاب (دو جلدیں)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

طاہر سلطانی کی نعتیہ شاعری، اہلِ علم و دانش کی نظر میں

ان کی نعتوں کی زبان نہایت سادہ، بیان دلکش اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہے انہوں نے اپنی نعتوں میں شمائل رسول ﷺ، اسوہ رسول ﷺ، مدینہ کے دلکش مناظر کا اظہار بڑے خلوص سے کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتیں تاثیر سے لبریز ہیں اور دل و روح کی بالیدگی کا سبب ہیں۔

(تابش دہلوی) ☆☆☆☆☆

طاہر سلطانی صاحب کے یہاں حضور اکرم ﷺ سے والہانہ اظہار بھی ہے اور اظہار میں وجدانی کیفیت کی سرشاری بھی چنانچہ ان کی نعت سُن کر اور پڑھ کر ان کے قاری کا وجدان بھی جھوم جھوم اٹھتا ہے۔ بلاشُبہ ان کی نعتیں اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک نمایاں اور لائق تحسین اضافہ ہیں اور حقیقت میں یہی نعتیہ شاعری ان کی شہرت و عظمت کا بلکہ ہر نعت گو کی شہرت کا سبب ہے۔

(ڈاکٹر فرمان فتح پوری) ☆☆☆☆☆

طاہر سلطانی اب کسی تعارف کے محتاج نہیں...... فروغِ حمد و نعت کے حوالے سے ان کی خدمات بے مثال اور لائق تحسین ہے۔ جہاں تک ان کی نعتیہ شاعری کا تعلق ہے تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ آئندہ چند برسوں میں ان کا شمار صفِ اوّل کے نعت گو شعراء میں ہوگا (انشاءاللہ)

میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

(حفیظ تائب) ☆☆☆☆☆

اللہ رب العزت نے طاہر سلطانی کو اپنے کرم سے خوب نوازا ہے۔ فروغِ حمد کے حوالے سے ان کا نام ہمیشہ نمایاں رہے گا علاوہ ازیں وہ فروغِ نعت کے حوالے سے بھی اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں عشقِ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ سیرتِ رسول اکرم ﷺ بھی نمایاں ہے۔

(ڈاکٹر جمیل عظیم آبادی) ☆☆☆☆☆

Marfat.com

طاہر سلطانی نے نعتوں میں مکمل احتیاط سے کام لیا ہے۔ جناب طاہر نے مبالغے اور غلو سے دامن بچایا ہے۔اور خدا اور رسول کے فرق و امتیاز کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے نہایت سلیقے سے نعتیہ اشعار کہے ہیں ان کی نعتوں کو پڑھ کر اطمینانِ قلب اور روحانی مسرت حاصل ہوئی۔

☆☆☆☆☆ (راغب مراد آبادی)

طاہر سلطانی نے شاعرانہ نزاکتوں اور لفظی و معنوی صنفوں سے بڑا کام لیا ہے اور اس معاملے میں وہ تکلفات سے کام نہیں لیتے بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے محسوسات کو الفاظ و بیاں کے پیکر میں ڈھال دیتے ہیں۔طاہر سلطانی سادگی اور بے ساختگی کا جوہر رکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆ (پروفیسر آفاق صدیقی)

طاہر سلطانی کی شاعری میں وہ تمام بنیادی عناصر ولوازم موجود ہیں جو ایک اچھی حمد و نعت کی تخلیق میں سازگار ہوتے ہیں۔ان کے یہاں خلوص دردمندی اور تڑپ کے ساتھ ساتھ حسب توفیق فنی اور معنوی التزامات بھی نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆ (ڈاکٹر عاصی کرنالی)

طاہر سلطانی نعت خواں بھی ہیں اور نعت گو بھی ان کی نعتوں میں سوز بھی موجود ہے اور ساز بھی وہ لفظوں کو برتنے کا ہنر جانتے ہیں اس لئے نعت پاک کو نعت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر لکھتے ہیں ان کے کلام میں مقامات جنبش ابرو شاذ و نادر ہی آتے ہیں ہر جگہ التجا اور دعا کا لہجہ کارفرما ہے انکسار اور عاجزی ان کی فکر میں ایمان کی طرح پیوست ہے لہٰذا نہ اظہار میں کوئی فخر و مبالغہ ہے نہ کردار میں کوئی منافقت۔

☆☆☆☆☆ (خواجہ رضی حیدر)

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ طاہر سلطانی کے ہاں نعت گوئی ایک طاقت کے طور پر استعمال ہوئی ہے۔اسلامی ادب میں طاہر سلطانی کا کام بہر حال متنوع اور موثر ہے وقت کے ساتھ ساتھ ان کے کام کی وقعت اور جاذبیت میں اضافہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆ (ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی)

Marfat.com

طاہر سلطانی کے مجموعے میں جابجا ایسے اشعار ملیں گے جو رسالت پر ان کے ایمان اور رسولِ اکرم ﷺ سے ان کی والہانہ مودت وارادت اور اوران کی عقیدت کی بین دلیل ہیں۔

بہر حال یہ بات باعثِ تشکر و امتنان ہے کہ طاہر سلطانی کی نعتیہ شاعری میں عقیدت آفریں جذبات کی فراوانی اور خیالات کی روانی کے ساتھ ساتھ مضامین کا تنوع پایا جاتا ہے۔ جو بلاشبہ ان کی نعت گوئی کی قدرت پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆ (محسن بھوپالی)

طاہر سلطانی دینی پس منظر کے نوجوان شاعر ہیں طاہر سلطانی نے نعت گوئی کے تازہ پیرایوں پر خصوصی توجہ دی ہے ان کے کلام میں قلبی کیفیات اور عقیدت کا والہانہ اظہار ملتا ہے مجھے یقین ہے کہ نوجوان نعت گو شعرا کے مجموعوں میں طاہر سلطانی کا نعتیہ کلام خوشگوار اضافہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆ (پروفیسر سحر انصاری)

طاہر سلطانی نعت خوانی سے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ ان کی نعتوں کے دو مجموعے "مدینہ کی مہک" اور "نعت میری زندگی" شائع ہو کر قارئینؑ سے داد وصول کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ طاہر سلطانی کو اپنے کرمِ خاص سے نوازے اور انہیں حمد و نعت کے میدن میں مزید پھول کھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆ (اقبال عالم)

طاہر سلطانی نے جس ہمت، لگن، استقامت اور بے غرضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کر رہے ہیں اس پر میں انہیں ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں طاہر سلطانی کے جذبے کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆ (خواجہ تاجدار عادل)

برادرم طاہر سلطانی حُبِ رسول ﷺ سے سرشار ہو کر لیکن غلو سے محتاط رہ کر نعتیہ اشعار کہتے ہیں وہ "با محمد ہوشیار" کے مقولے پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری حُسنِ کلام اور خوش آہنگی کا مرقع ہے۔ وہ عندلیبِ گلشن نعت ہیں مترنم لہجے میں جب وہ نعت سناتے ہیں تو قلبِ مومن جھوم جھوم اُٹھتا ہے۔

☆☆☆☆☆ (تنویر پھول)

Marfat.com

طاہر سلطانی شاعر بھی ہیں، ادیب وصحافی بھی ہیں، تحقیق نگار بھی اور ایک دلنواز شخصیت کا پرتو بھی۔ طاہر سلطانی جہاں اپنی عقیدت مندی کو اپنی نعت کی بنیاد بناتے ہیں وہاں دوسری طرف اسلام کے پیغام اور اس کی افادیت کو بھی بڑی تاثیر سلاست روی اور خیال آفرینی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

طاہر سلطانی کا پورا مجموعہ پڑھ جایئے مجھے امید ہے کہ آپ ایک جہانِ وارفتگی میں جا پہنچیں گے۔

ڈاکٹر نظر کامرانی

..................☆☆☆☆☆..................

موجود شعراء کرام اور ان کے سرمایہ نعت گوئی پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو قدرے فکر اور مایوسی کی فضا جنم لیتی ہے لیکن دوسری کیفیت میں طمانیت کی لہریں بھی دور تک اپنا دائرہ بناتی ہیں جس میں کچھ خوش فکر ولحن، خوب سیرت چہرے نظر آتے ہیں اور ان ہی میں سے ایک میرے ممدوح جناب طاہر سلطانی بھی ہیں۔

جناب طاہر سلطانی کی حمدیہ ونعتیہ شاعری ان کے فکروفن اور شخصیت کا ایک رخ ہے لیکن دوسرا مرکز نگاہ پہلو اس صنف ادب کی ترویج واشاعت ہے۔ اس رفیع مشن اور وقیع کام کے طفیل اسم با مسمیٰ ''جہانِ حمد'' کے سلطانی بن گئے ہیں۔ اور بلاشرکت غیرے ان کے سر پر ''جہانِ حمد'' کا یہ تاجِ سلطانی سجا رہے گا۔ انھوں نے تن تنہا مشکل حالات سخت مسائل اور کم وسائل کے ساتھ ''جہان حمد'' کو جس طرح آباد کرنے اور آباد رکھنے کی سعی بلیغ کی ہے اور تاحال بصد استقلال اس عبادت میں مصروف ہیں وہ ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔

بس یہ ایک سعادت اور کرامت ہے جو انھیں حاصل ہو رہی ہے۔

شبیر احمد انصاری

Marfat.com

''اذانِ دیر'' غیر مسلم شعرا کا اوّلین حمدیہ انتخاب

میرے ساتھی جناب طاہر سلطانی نے ''اذانِ دیر'' کے نام سے غیر مسلم شعراء کا طیب وطاہر حمدیہ کلام یکجا کیا ہے۔ مختلف ادوار اور مختلف علاقوں کے قابل ذکر شعراء کا حمدیہ کلام مرتب کر کے جناب طاہر سلطانی نے ایک اہم علمی، ادبی اور مذہبی فریضہ ادا کیا ہے۔

اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہے جو جناب طاہر سلطانی کے مقدر کا جھومر بنا............ بحسن وخوبی اس وقت کی ضرورت اور بامقصد خدمت کی بجا آوری پر موصوف قابل صد مبارک باد ہیں۔

این سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نور احمد میرٹھی

............☆☆☆☆☆............

''اذانِ دیر'' طاہر سلطانی کا مرتّب کردہ نیا حمدیہ انتخاب ہے جسے غیر مسلموں کی حمدیہ شاعری کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ انتخاب اپنے موضوع اور مواد کے لحاظ سے سب سے پہلا انتخاب ہے۔ غیر مسلم شعراء کی حمدوں کے سلسلے میں اس سے پہلے کوئی کاوش ہمارے سامنے موجود نہیں۔ یہ منفرد اور معیاری کام نقش اوّل کی حیثیت سے ہمارے سامنے موجود ہے۔ اذانِ دیر میں تقریباً ۴۹ غیر مسلم شعرائے کرام کی حمدیں ہیں بعض شعراء کی تو ایک سے زیادہ حمدیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ مرتّب کے پیشِ نظر صرف یہ مقصد کارفرما رہا ہے کہ غیر مسلموں کے حوالے سے تمام حمدوں کو یکجا کر دیا جائے تا کہ آئندہ انتخاب اور اس موضوع پر کام کرنے والوں کو کسی دقّت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس کتاب کے ۱۸۴ صفحات ہیں۔ اس کا ہدیہ ۱۲۰ روپے ہے۔

اس کا سالِ اشاعت دسمبر ۱۹۹۷ء ہے۔

شہزاد احمد (کراچی)

Marfat.com

طاہر سلطانی جس جذبہ اور لگن سے فروغِ حمد و نعت کے لئے کوشاں ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ طاہر سلطانی نے ''اذانِ دیر'' غیر مسلم حمد گو شعراء کا حمدیہ انتخاب ۱۹۹۷ء میں کراچی سے شائع کیا جو میری دانست میں غیر مسلم شعراء کا اوّلین حمدیہ انتخاب ہے۔ ۲۰۰۵ء کے آغاز میں انہوں نے غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ ترتیب دے کر ''گلشنِ حمد'' کے نام سے شائع کیا غالباً ''گلشنِ حمد'' بھی اپنی نوعیت کی اوّلین کوشش و کاوش ہے۔

''گلشنِ حمد'' کی اشاعت کے موقع پر میں طاہر سلطانی کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں دونوں جہانوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

الحاج سیّد غلام مجتبیٰ احدی

............☆☆☆☆☆............

زندگی ایک سفر ہے اس سفر میں نہ جانے کتنے انسانوں سے ملاقاتیں ہوئیں...... کچھ یاد رہے...... کچھ بھول گئے۔ یاد رہ جانے والوں میں ایک نام طاہر سلطانی کا بھی شامل ہے۔ فروغِ حمد و نعت کے حوالے سے اُن کی مساعی جمیلہ قابل تعریف ہے۔ ''جہانِ حمد'' (کتابی سلسلہ) ہے جسے طاہر سلطانی شائع کرتے ہیں۔ یہ رسالہ اُردو حمد کے موضوع پر اوّلین سلسلہ ہے ۱۴ شمارے شائع ہوکر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ طاہر سلطانی ماہنامہ ''ارمغانِ حمد'' کے بھی مدیر ہیں اور اس پرچے کے بھی ۱۵ شمارے شائع ہوکر پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ طاہر سلطانی محدود وسائل کے باوجود سچّی لگن سے کام کررہے ہیں۔

یہ خوش آئند بات ہے۔ ان کی تازہ ترین کاوش ''گلشنِ حمد'' ہے اس کتاب میں ۶۶ چھیاسٹھ غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ شامل ہے ''گلشنِ حمد'' کی اشاعت میرے لیے باعث مسرت ہے۔

میں اس پُر مسرّت موقع پر طاہر سلطانی کے لیے پُر خلوص دعاؤں کے ساتھ انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

لیاقت علی پراچہ

Marfat.com

حمد گو شاعرات کا اوّلین حمدیہ انتخاب

حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر (۱۹۹۹ء)

برادرم طاہر سلطانی نے خواتین کی حمدیہ شاعری مرتب کر کے ایک نیا ہی نہیں بلکہ اہم ترین کام سرانجام دیا ہے...... ایک ایسا کام جو نہ صرف حمدیہ ادب میں تا قیامت یادگار رہے گا بلکہ ان کی اور ان کے والدین کی مغفرت کا وسیلہ بھی قرار پائے گا۔ **خواجہ رضی حیدر**

''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' طاہر سلطانی کے جذبۂ بندگی کا نیا اظہار ہے۔ شاعرات کے حمدیہ کلام پر مشتمل یہ مجموعہ اردو شاعری کی تالیف روایت میں غالباً پہلا کام ہے۔ اس کی جتنی پذیرائی کی جائے وہ کم ہے۔ **عزم بہزاد**

جناب طاہر سلطانی نے حمدیہ ادب کے حوالے سے جہاں دیگر کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہاں ''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' کے نام سے قدیم و جدید حمد گو اردو شاعرات کا حمدیہ کلام اور کا مختصر تعارف ترتیب دیا ہے جو میرے محدود مطالعے کی رو سے کسی بھی زبان میں اپنے موضوع اور نوعیت کے اعتبار سے شائع ہونے والی پہلی کتاب ہے۔ **رشید وارثی**

انتخابِ مناجات

۳۱۶ شعراء و شاعرات کا اوّلین انتخابِ مناجات

دیوانۂ حمد و نعت، طاہر سلطانی نے جو مناجاتی خزانہ جمع کر دیا ہے اسے پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو گا کہ شاعروں نے کس کس طرح کب کب اور کیسے کیسے مناجات لکھنے کی کوشش کی ہے اور بارگاہِ رب العزت نے ان کے لکھے ہوئے کو قبول کیا ہے۔

جس کا ایک ثبوت کتاب ''انتخابِ مناجات'' ہے۔ **خواجہ تاجدار عادل**

Marfat.com

Marfat.com

گلشنِ حمد

طاؔہر سلطانی سرخیلِ کاروانِ فروغِ حمد

تنویر پھول

''بزمِ جہانِ حمد'' کے روحِ رواں جناب طاؔہر سلطانی فروغِ حمد کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

''گلشنِ حمد'' ان کا تازہ شاہکار ہے جس میں غیر مسلم حمد گو شعراء کا تذکرہ اور حمدیہ کلام یکجا کیا گیا ہے۔

اسمِ ذات اللہ کے عدد کی مناسبت سے یہ ۶۶ غیر مسلم حمد گو شعراء کا اوّلین تذکرہ ہے جو اس سلسلے کا حصّہ اوّل ہے۔ طاہر صاحب کے پاس حصّہ دوم کے لئے بھی خاصا مواد ہے جسے وہ آئندہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے قبل ۱۹۹۶ء میں غیر مسلم شعراء کے حمدیہ کلام و کوائف پر مشتمل منفرد انتخاب ''اذانِ دیر'' پیش کرنے کی سعادت بھی طاہر سلطانی صاحب کو حاصل ہوئی۔ ۱۹۹۵ء میں وہ ۴۰۴ شعراء و شاعرات کے حمدیہ کلام پر مشتمل اردو ادب میں منفرد اوّلین حمدیہ انتخاب ''خزینۂ حمد'' کے نام سے پیش کر چکے ہیں۔ ''حریم ناز میں صدائے اللہ اکبر'' بھی مختصر کوائف کے ساتھ ۹۹ حمد گو شاعرات کا حمدیہ انتخاب ہے۔ جو ان کی منفرد اوّلین کوشش ہے۔

حال ہی میں ''اردو حمد کا ارتقاء'' کے نام سے صاحبِ کتاب حمد گو شعراء کے تذکرے، نمونہ ہائے کلام اور تعارف پر مشتمل ایک ضخیم کتاب منظرِ عام پر آئی ہے جسے اہلِ علم نے بہت سراہا ہے اور راقم الحروف نے بھی اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ طاہر سلطانی نے اس سلسلے میں اتنا وقیع مواد فراہم کر دیا ہے کہ حمد کے موضوع پر پی ایچ ڈی کرنے والے اصحاب اس سے خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دنیائے حمد و نعت میں طاؔہر سلطانی کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور اس سلسلے میں ان کی مساعی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مجھے اپنی اس رائے پر اصرار ہے کہ طاہر سلطانی محض ایک فرد کا نام نہیں بلکہ وہ ایک ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

Marfat.com